بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

صحابہ کرام علیہم الرضوان کے

اور

اہلِ علم کی ذمہ داریاں

جناب نبی کریم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ :-
جب زمین میں فتنے پھیل جائیں

اور

میرے صحابہؓ کو برا بھلا کہا جانے لگے

تو

اہلِ علم کا فرض ہے کہ وہ خداداد علم کے ذریعہ اہلِ دنیا کو حقیقتِ حال سے آگاہ کریں

بصورتِ دیگر

وہ اللہ تعالیٰ، ملائکہ اور عام انسانوں کی لعنت کے مستحق ہوں گے
اور ان کی فرضی و نفلی عبادتیں بے کار محض ہوں گی۔

★

۲ محرم ۹۶ھ
۲۳ دسمبر ۷۶ء

احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم

قرب قیامت کی مزید علامتیں

عَنْ حُذَیْفَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَۃُ حَتّٰی تَکُوْنَ اَسْعَدَ النَّاسِ بِالدُّنْیَا لُکَعُ بْنُ لُکَعَ۔

ترجمہ: حضرت حذیفہؓ سے روایت ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت نہیں آئے گی یہاں تک کہ بدنام گمنام آدمی لوگوں میں سب سے زیادہ خوش حال ہوں۔

لُکَع کے معنی لغت میں لئیم کے ہیں۔ یعنی وہ شخص جس کی باتیں قابلِ ملامت ہوں۔ یہ لفظ بنا ہے لؤم سے۔ جس کے معنی کمینہ پن کے ہیں۔ اس لیے لئیم کے معنی رذیل اور کمینے کے ہوئے۔

اس حدیث سے اشارہ نکلتا ہے کہ انسان کی زندگی کے لیے جو چیزیں ضروری ہیں ان پر خود غرض حریص اور بُرے اخلاق والے لوگوں کا قبضہ نہیں ہونا چاہیے بلکہ ایسے لوگوں کا اختیار ہونا چاہیے جو لالچی اور بخیل نہ ہوں۔ صرف اپنی خیر منانے والے ہی نہ ہوں بلکہ شریف ہوں۔ انسانوں کے ہمدرد اور دوسروں کے آرام کا خیال کرنے والے ہوں۔ مقصد یہ ہے کہ ہر جائز و ناجائز طریقہ سے روپیہ جمع کرنے اور روپیہ سمیٹنے کی اجازت کسی کو نہ ہونی چاہیے۔ کیونکہ بُرے لوگ اگر بااختیار ہوں گے تو وہ اپنے اختیارات سے بُری طرح کام لیں گے اور دوسروں کی جیبوں میں سے جس طرح ہو سکے گا روپیہ نکلوا کر اپنی جیبیں بھریں گے۔ اگر دنیا میں اختیار و آزادی بُری طبیعت والوں کو مل جائے تو یقیناً ضروریاتِ زندگی پر چند خود غرض لوگوں کا قبضہ ہو جائے گا اور دولت سمٹ کر چند نا اہلوں کے ہاتھوں میں چلی جائیگی۔

عوام میں مفلسی کا دور دورہ ہوگا جرائم کی کثرت ہو گی۔ قتل و غارت گری، چوری، ڈکیتی ہر جگہ پھیل جائے گی۔ چند دولت مند حکومت سے کہیں گے کہ جرائم کا انسداد کرے۔ حکومت مالداروں کا کہنا نہ ٹال سکے گی اور دھڑا دھڑ مجرموں کو سزا دینی شروع کرے گی۔ حالانکہ ان جرائم کے ذمہ دار یہی چند لوگ ہوں گے جو دولت پر قبضہ کئے ہوئے خزانے کے سانپ بنے بیٹھے ہوں گے اور مفلسوں کو مجبور کر رہے ہوں گے۔ اور اس پر تُلے ہوئے ہوں گے کہ دوسروں سے چھین کر اپنا پیٹ بھریں جب یہ حالت ہوگی تو ظاہر ہے کہ فساد عام ہو جائیگا لوگ حکومت ہی کو الٹنے کی سوچنے لگیں گے۔ بغاوت ظلم و ستم اور کشت و خون کا بازار گرم ہوگا۔ اگر شریف اور ہمدرد انسانوں کا حالات پر قابو نہ ہوا تو نتیجہ تباہی کے سوا کچھ نہ ہو گا۔ آخرکار ایسے نالائق انسانوں کے کرتوتوں سے قیامت آ جائے گی اور دنیا کو ختم کر دیا جائے گا۔ کیونکہ دنیا کے بنانے کی غرض یہ نہیں تھی کہ بدنیت اور شریر لوگ برسرِ اقتدار آئیں اور اللہ کی مخلوق کو انتہائی پریشانیوں میں مبتلا کریں۔

اس حدیث سے اور اس جیسی تمام حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ دنیا کا معاشی، اقتصادی اور سیاسی نظام ایسا ہونا چاہیے جس میں بُری خصلت والے اچھی عادت والوں اور شریف لوگوں پر غالب نہ آئیں اور ان کو شرارت کا موقعہ نہ ملے۔ دنیا کی بقا اسی پر موقوف ہے اور یہی اسلام کا نظامِ حیات ہے۔

خط و کتابت کرتے وقت اپنا پتہ صاف، خوشخط اور خریداری نمبر لکھنا نہ بھولیں۔ ورنہ تعمیل نہ ہو سکے گی۔
(مینجر)

محرم اور ہماری ذمہ داریاں

مدارس و مساجد کی آزادی خطرہ میں ہے —— اس خطرہ سے کیونکر چھٹکارا حاصل کیا جا سکتا ہے، یہ ایک ایسا سوال ہے جس نے اہل علم و دانش کی توجہات کو اپنی طرف متوجہ کر لیا ہے اور اس سلسلہ میں سوچ و بچار کی غرض سے یہ لوگ کئی مرتبہ اکٹھے ہوئے، مل بیٹھے، سوچا، تجاویز مرتب کیں اور اپنے جذبات کا قرار دادوں کی صورت میں اظہار کیا۔

اس قسم کا ایک اجتماع عیدالاضحیٰ سے قبل راولپنڈی میں ہوا۔ اس اجلاس کے داعی مولانا مفتی محمود تھے۔

وہی مفتی محمود جو ۱۹۷۰ء میں بھٹو صاحب کو شکست دے کر اسمبلی میں آئے، اب قائد حزب اختلاف بھی ہیں "بڑے صاحب" کو اپنی شکست یاد ہے وہ مفتی صاحب سے کچھ زیادہ ہی الرجک ہیں —— مفتی صاحب دیوبندی مکتب فکر کے مدارس کی تنظیم وفاق المدارس العربیہ کے ناظم اعلیٰ بھی ہیں، اسی حیثیت سے انہوں نے اجلاس بلایا۔ اجلاس کے لیے دیوبندی حضرات کے علاوہ بریلوی اور اہل حدیث حضرات بھی مدعو کئے گئے —— یار لوگوں کو علماء کا یہ اجتماع گوارا نہ تھا انہوں نے مختلف تدابیر سے اسے ناکام بنانا چاہا۔ اور عین موقعہ پر اجلاس کی جگہ داعی اجلاس کو تبدیل کرنا پڑی۔ پہلی جگہ جہاں کا اعلان تھا وہاں اجلاس نہ ہو سکا۔ کیوں؟ اس سوال کو چھوڑیئے۔ تو دوسری جگہ انتظام ہو گیا اور یوں یار لوگوں کو ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا۔ اجلاس ہوا اور دھڑلے سے ہوا۔

اب سوچا گیا کہ نئی چال چلی جائے۔ چنانچہ گوبلز کے اصول پر عمل کیا گیا کہ مفتی محمود نے یہ کھڑاگ اس لیے رچایا ہے تاکہ آئندہ محرم میں فساد کرایا جا سکے (انا للہ وانا الیہ راجعون) اتنا بڑا جھوٹ —— اس جھوٹ کو "مساوات" نے اچھالا۔ وہاں سے "نوائے وقت" نے لیا اور حاشیہ آرائی کی۔

سوال یہ ہے کہ ایک ایسا اجلاس جس میں دیوبندی، بریلوی اور اہل حدیث سبھی موجود تھے اور ظاہر ہے کہ یہ سب حق کو دیوبندیوں میں

بھی بعض مفتی محمود کے ساتھ "سیاست" میں متفق نہیں تو وہاں مفتی صاحب ایسی بات کیونکر کہہ سکتے تھے؟ — اور پھر یہ کہ انہیں اس کی ضرورت ہی کیا ہے؟ ظاہر ہے کہ یہ محض جھوٹ اور سو فیصد جھوٹ ہے بلکہ یار لوگوں نے خوف و ہراس کی فضا پیدا کرنے کے لیے یہ جھوٹ گھڑا اور یہ بھی ممکن ہے کہ ان کے اپنے نہاں خانہ دماغ میں کوئی اس قسم کی شرارت ہو؟ اور وہ اس کو مفتی محمود کے سر تھوپنا چاہتے ہوں۔ ویسے بھی آج کل مخالفین پر بطور خاص "تشدد" کا الزام لگایا جا رہا ہے۔ اور جو لوگ بطور خاص ہدف ہیں ان میں مفتی محمود بھی شامل ہیں۔ "تشدد" کے الزام اور بالاصرار الزام کے پس منظر میں یہ جھوٹ پھیلانا، نشر کرنا — کسی قیامت کی خبر دیتا ہے اور محسوس ہوتا ہے کہ "ڈیوائڈ اینڈ رول" کا مکروہ حربہ یار لوگوں کے ذہن میں ہے اور وہ اس کے بل بوتے پر کچھ کرنا چاہتے ہیں۔

ہم ایسے موقعہ پر جب کہ محرم کی آمد آمد ہے (پرچہ سامنے آئے گا تو محرم شروع ہو چکا ہو گا) حکمرانوں سے کہیں گے کہ وہ قوم میں نفرت کے جراثیم پیدا کرنے کی کوشش نہ کریں اس کا نقصان بالآخر انہیں ہو گا — شیعہ حضرات سے گزارش کریں گے کہ وہ کسی کے کہے سنے پہ کان نہ دھریں۔ ان کے معتقدات انہیں مبارک۔ ہمیں ان سے کوئی سروکار نہیں۔ لیکن دوسروں کے جذبات کا احترام ضروری ہے۔ سُنّی آبادیوں میں تعزیہ اور گھوڑا کے جلوس نکالنے کی خواہش اور اس سلسلہ میں اصرار ناپسندیدہ ہے۔ آپ کے امام باڑے موجود ہیں، وہاں اپنا شوق پورا کریں۔ جذباتی اقدامات نقصان پہنچاتے ہیں۔ اہلسنت والجماعت سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ اور ان کے صاحبزادوں اور خاندان کے احترام میں کسی سے پیچھے نہیں بلکہ سچی عقیدت و تعلق ہے ہی انہیں۔ وہ بناوٹ و تصنع کے قائل نہیں وہ حضرت علیؓ کو خلیفہ راشد لیکن چوتھا سمجھتے ہیں — حضرات حسنینؓ رضی اللہ عنہما کا احترام، ان کی تکریم ضروری قرار دیتے ہیں۔ حضور علیہ السلام کی چاروں صاحبزادیوں کا برابر کا احترام کرتے ہیں۔ اور وہ اعمال و افعال جن کا نہ قرآن سے ثبوت ہے نہ حدیث سے نہ سیدنا علی مرتضیٰؓ کے اقوال سے اور نہ آپ کے خاندان سے انہیں غلط سمجھتے تھے سمجھتے ہیں۔ تاہم وہ شرارت و فساد کے قطعاً حق میں نہیں۔ ان کی امن پسندی کا یہ عالم ہے کہ انہوں نے سال گزشتہ خانقاہ امروٹ شریف کے جواں سال صاحبزادہ سید منیر شاہ کا خون ناحق صبر سے برداشت کر لیا اور کوئی اقدام نہیں کیا (سوائے عدالتی کارروائی کے)

ہماری خواہش ہے کہ محرم کی گھڑیاں امن و سکون سے گزر جائیں اگر فریقین (سنی اور شیعہ) چاہیں تو ایسا ہو سکتا ہے لیکن یہ اپنے طور پر ہونا چاہیے۔ بڑے لوگوں کی خدمت حاصل کرنا مناسب نہیں یہ تو بے پر کی اڑانے میں ماہر ہوتے ہیں (بعض چیزیں آئندہ شمارہ میں)

اللہ تعالیٰ ہر حالت میں ہمیں رواداری اور امن پسندی سے رہنے کی توفیق دے!

خدا کے غضب سے ڈرو!

پنجاب کے بہادر اور جی دار رہنما چودھری ظہور الٰہی کی ایک درخواست سندھ ٹریبونل میں پیش ہوئی ہے جس کا متن بعض رسائل میں شائع ہوا ہے۔ اس میں کسی قسم کی رعایت کا مطالبہ نہیں، نہ رحم کی اپیل ہے اگر ہے تو صرف یہ کہ "مجھے باجماعت نماز پڑھنے کی اجازت دی جائے"۔ اس پر خدام الدین پہلے بھی توجہ دلا چکا ہے اب پھر توجہ دلا رہا ہے۔ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے جیل خانوں میں یہ غضب — کہ اجتماعی طور پر خدا کے حضور سجدہ ریز ہونے کی اجازت نہیں۔ ہم سوچتے ہیں کہ یہ کیوں ہو رہا ہے؟ کیا ہمیں خدا کے غضب سے ڈر نہیں آتا؟ کیا ہمیں محاسبۂ آخرت کا احساس نہیں؟ اگر بعض لوگ خدا کے حضور سر جھکانے کی سعادت سے محروم ہو چکے ہیں تو وہ دوسروں کو کیوں محروم رکھنا چاہتے ہیں؟ جس جیل مینول کا حوالہ دے کر چودھری صاحب کو اس فریضہ حق کی اجتماعی ادائیگی سے روکا جا رہا ہے وہ مینول ایک ایسا داغ رسوائی ہے جو سات سمندروں کے پانی سے بھی دھویا نہ جا سکے گا، پھاڑ دو اس کو جلا دو اس کو اور غرق کر دو اس کو کراچی کے سمندر

(باقی ۳۲ پر)

خطبہ جمعہ

ضبط و ترتیب : علوی

اصحابِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور تسلیم و انقیاد

عثمانی کردار کی جھلکیاں

بلسانِ شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ

بعد از خطبہ مسنونہ :-

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم :-

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم :-

قُلْ اِنَّ صَلَاتِيْ . . . . اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ ۝

صدق اللہ العظیم -

یہ دو مختصر آیتیں سورۃ انعام کے آخری رکوع میں ہیں جن کا ترجمہ حضرت لاہوری قدس سرہٗ کے الفاظ میں یہ ہے :

"کہہ دو بے شک میری نماز اور میری قربانی اور میرا مرنا اور میرا جینا اللہ ہی کے لیے ہے جو سارے جہان کا پالنے والا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اور مجھے اسی کا حکم دیا گیا تھا اور میں سب سے پہلا فرمانبردار ہوں۔ (ص ۲۳۳)

صراطِ مستقیم

اس سے پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے جناب نبی کریم علیہ السلام کی زبان سے کہلوایا کہ

"کہہ دو میرے رب نے مجھے ایک سیدھا راستہ بتلا دیا ہے۔"

اس سیدھے راہ کی وضاحت گویا ان آیات میں یوں فرمائی کہ میرا جو کچھ ہے اللہ کا ہے بقول حضرت شیخ التفسیر قدس سرہٗ :

"صراطِ مستقیم یہ ہے کہ سب سے تعلق توڑا اور ایک خدائے قدوس وحدہٗ لاشریک لہٗ سے رشتہ جوڑا۔ اپنی زندگی اور موت بلکہ ہر عمل حیات اسی کے لیے وقف کر دیا۔ سب کچھ فقط اسے دے دیا۔ اور اس کی فرمانبرداری کا حلقہ گلے میں ڈال لیا۔" (حواشی ص ۲۳۳)

حضرت حکیم الامت تھانویؒ اسے حاصل دین قرار دیتے ہیں۔ یعنی جو کچھ ہے خدا کا ہے اور بس۔

ان آیات کی اہمیت

تفسیر در منثور میں حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا گیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میرا دل چاہتا ہے کہ ہر مسلمان ان آیات کو بار بار پڑھا کرے اور ان کو وظیفہ زندگی بنا لے۔ (بحوالہ معارف القرآن ج ۳ ص ۵۰۹)

ظاہر ہے کہ جب انسان کو اللہ ہی نے پیدا کیا اور اپنے فضل و احسان سے ہر نعمت سے نوازا تو انسان کا بھی یہی کام ہے کہ اپنے گلے میں اس کی غلامی و بندگی کا طوق ڈال لے اور جو قدم اٹھائے اس کی مرضی کے مطابق اور جہاں رکھے اس کی خواہش کے مطابق۔ یہی دین قیم ہے۔ یہی دین حنیف ہے۔ اسی کو صراطِ مستقیم کہتے ہیں۔ اور یہی ملتِ ابراہیمی کی معراج و منتہا ہے۔ اسی لیے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس آیت کو وظیفہ زندگی بنانے کا فرماتے ہیں کیونکہ اس میں وہی سبق دہرایا گیا ہے جو مقصد انسانیت ہے اور اگر انسان شتر بے مہار ہو کر خالق کائنات کی غلامی کا طوق گلے سے نکال پھینکے

تو وہ کالانعام (چوپایوں کی طرح) بلکہ اس سے بھی بدتر ہے۔ (اللہ بچائے)

نبی اُمّی علیہ السلام

ان آیات میں جو سبق پڑھایا گیا ہے ان کے مطابق حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کائنات میں سب سے بڑے اور سب سے پہلے فرمانبردار اور مسلمان ہیں اور آپ نے اپنے عظیم عمل و کردار سے "سب کچھ خدا کے لیے ہے" پر عمل کر کے دکھایا۔ حالت یہ ہے کہ عبودیت و بندگی میں پاؤں اور پنڈلیاں سوج جاتی ہیں لیکن زبان پر پھر بھی ہے :- کہ

"اے اللہ! جیسے تجھے پہچاننے کا حق ہے ہم پہچان نہ سکے اور جیسا تیری عبادت کا حق ہے ہم ادا نہ کر سکے"

اندازہ لگائیں کہ راتوں کا سوز و گداز، دنوں کا مجاہدہ اور خدا کے دین کی سربلندی کے لیے بھاگ دوڑ کا یہ عالم ہے کہ ایک ایک سانس مالک کی مرضی کے مطابق بسر ہو رہا ہے۔ پھر بھی آپ اس خدائے بے چون و چرا کے حضور اپنی عاجزی و درماندگی کا اظہار فرماتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اسی کا نام کمال بندگی ہے

حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی رح فرماتے ہیں کہ :

"اس آیت میں توحید و تفویض کے سب سے اونچے مقام کا پتہ دیا گیا ہے۔ جس پر ہمارے سید و آقا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فائز ہوئے۔

نماز اور قربانی کا خصوصیت سے ذکر کرنے میں مشرکین پر جو بدنی عبادت اور قربانی غیر اللہ کے لیے کرتے تھے تصریحاً رد ہو گیا۔ عموماً مفسرین وانا اوّل المسلمین کا مطلب یہ لیتے ہیں کہ اس امت محمدیہ کے اعتبار سے آپ اوّل المسلمین ہیں لیکن جب جامع ترمذی کی حدیث کنت نبیاً (جب آدم روح و جسد کے درمیان تھے جب بھی میں نبی تھا) کے موافق آپ اول الانبیاء ہیں تو اوّل المسلمین ہونے میں کیا شبہ ہو سکتا ہے"۔ (ص۱۹۳)

آپ کی حسنِ تربیت

کا پورا پورا اثر حضرات صحابہ کرام علیہم الرضوان پہ ہوا اور وہ آپ کی ذاتی نگرانی میں تعلیم و تربیت کے صدقہ اس مقام عظیم پہ فائز ہوئے جس پر کروبیوں کو بھی رشک آتا ہے۔

حضرات صحابہ کرام علیہم الرضوان تسلیم و انقیاد، اطاعت فرمانبرداری میں اپنی مثال آپ تھے اور اس کائنات میں انبیاء علیہم السلام کے بعد وہی ہیں جن پر تسلیم و انقیاد کو بھی ناز ہے۔

جان و مال کو بے دریغ راہ خدا میں خرچ کرنا اور کسی قربانی سے دریغ نہ کرنا انہی حضرات کا کمال تھا۔

انہوں نے نہ صرف "مال قربانی" میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا بلکہ ہر نوع اور ہر قسم کی قربانی میں بے مثال کردار کا مظاہرہ کیا۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ

اس جماعت حقہ صادقہ کے ایک فرد فرید حضرت عثمان رضؓ بھی ہیں جن کا آج (۱۸ ذوالحجہ) یوم شہادت ہے آپؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دوہرے داماد، دو مرتبہ شرف ہجرت حاصل کرنے والے، سب سے بڑھ کر مالی ایثار کرنے والے، رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے حدیبیہ کے موقع پہ نمائندے اور فطرت انبیاء کے مشابہ تھے کہ دورِ جاہلیت میں بت کا سجدہ اور شراب و زنا سے بالکل الگ تھلگ رہے۔

ان کے شرم و حیا کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گواہ ہیں اور سب سے بڑے گواہ۔ ان کی ایثار و قربانی سے احادیث کے ابواب بھرے پڑے ہیں۔ اور ان کی مظلومیت کا یہ عالم ہے کہ پچاس دن کے لگ بھگ پانی سے محروم رہے۔ اس کے باوجود ذاتی تحفظ کے لیے کوئی اقدام نہ کیا اور مظلومانہ حالت میں شہید ہونا پسند کر کے اپنے خونِ مقدس سے قرآن کے اوراق پر ایسی مہر لگا گئے جو اس دنیا

(باقی ۳۱ پر)

مرادِ پیغمبر امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضؓ

ابو الحسین محمد عظیم الدین صدیقی کے قلم سے

نام آپ کا عمرؓ ــــ لقب فاروق ــــ کنیت ابو حفص ــ لقب اور کنیت دونوں نبی کریم صلی اللہ علیہ واصحابہ وسلم نے عطا فرمائے تھے۔ آپ کا سلسلہ نسب نویں پشت میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ واصحابہ وسلم سے جا ملتا ہے۔ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ واصحابہ وسلم کی نویں پشت میں ایک نام کعب آتا ہے، ان کے دو بیٹے تھے، مرہ اور عدی۔ مرہ کی اولاد میں آنحضور علیہ السلام اور عدی کی اولاد میں سیّدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ۔

آپ کی پیدائش نبی کریم صلی اللہ علیہ واصحابہ وسلم کی ولادت مبارکہ سے تقریباً تیرہ برس بعد ہوئی ــــ نبوت کے چھٹے سال جب کہ آپ کی عمر ستائیس برس کی تھی مشرف بہ اسلام ہوئے ــــ آپ سے پہلے کم وبیش چالیس آدمی اسلام قبول کر چکے تھے ــــ وفات کے وقت آپ کی عمر تریسٹھ سال تھی۔

رنگ آپ کا سفید، مائل بہ سرخی ــــ رخساروں پر گوشت کم ــــ قد دراز، لوگوں کے درمیان کھڑے ہو کر سب سے بلند اور نمایاں نظر آتے، گویا سواری پر تشریف فرما ہوں ــــ رعب وجلال اس قدر کہ بڑے بڑے نامور بہادر آنکھیں چار نہ کر سکتے تھے ــــ زندگی بھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ واصحابہ وسلم کے وزیر ــــ اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بعد اُمت کے بے عدیل و بے مثال خلیفہ ہوئے۔

قال رسول اللہ صلی اللہ وسلم ... وامّا وزیرای من اھل الارض۔

فابو بکر و عمر ترمذی ج ۲ صـ ۲۰۸

رسول خدا صلی اللہ علیہ واصحابہ وسلم نے فرمایا کہ اہل دنیا میں سے میرے دو وزیر ابو بکرؓ و عمرؓ ہیں۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ... اقتدوا بالذین من بعدی۔

ابی بکر و عمر ترمذی ج ۲ صـ ۲۰۷

رسول اکرم صلی اللہ علیہ واصحابہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بعد ابو بکرؓ اور عمرؓ کی اطاعت کرنا۔

آپ خاندان قریش کے باوجاہت اور شریف ترین لوگوں میں شمار ہوتے تھے۔ اسلام سے پہلے سفارت کا عہدہ آپ ہی سے متعلق تھا۔ قریش کو حالتِ جنگ یا دیگر معاملات کے لئے سفیر کی ضرورت ہوتی تو آپ ہی یہ قومی و ملکی فریضہ انجام دیتے۔

عرب میں اس وقت بہادری، سپہ گری، پہلوانی، نسب دانی اور خطابت وغیرہ اوصاف، کمال اور لازمۂ شرافت سمجھے جاتے تھے۔ سیدنا حضرت عمرؓ میں یہ تمام اوصاف بحدِ کمال موجود تھے۔

نیز آپ نے اسی دور میں لکھنا پڑھنا بھی سیکھ لیا تھا۔ یہ وہ خصوصیت تھی جو اس زمانے میں بہت ہی کم لوگوں کو حاصل تھی چنانچہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ واصحابہ وسلم کی بعثت کے وقت تمام قریش میں صرف سترہ۱۷ آدمی لکھنا جانتے تھے۔ ان میں سے ایک حضرت عمر بن خطاب تھے۔ (فتوح البلدان بلاذری)

عرب میں معاش کا ذریعہ زیادہ تر تجارت تھا۔ اس لئے حضرت عمرؓ نے بھی یہی معاش اختیار کیا۔ آپ بغرض تجارت دُور دراز ملکوں کا سفر کرتے۔ چنانچہ یہی تجارتی سفر تھے جن کی بدولت آپ نے بہت سی ترقیاں حاصل کیں اور خودداری، بلند حوصلگی، تجربہ کاری اور معاملہ فہمی جیسے اعلیٰ اور بلند ترین اوصاف آپ میں پیدا ہوئے غرضیکہ آپؓ ایک کامیاب و باکردار تاجر تھے ــــ اسلام قبول کرنے کے بعد حضرت عمرؓ اپنی تجارت سے حاصل کردہ آمدنی،

بڑی تعداد میں اسلام اور مسلمانوں کی ترقی و خدمت میں خرچ کرتے تھے۔ اس سلسلے میں آپ کا غزوہ تبوک کے موقع پر کُل مال کا نصف حصّہ نبی کریم صلی اللہ علیہ واصحابہ وسلم کی خدمت میں پیش کرنا نہایت مشہور واقعہ ہے۔

(مشکوٰۃ ج ۲ ص ۵۵۵، ترمذی ج ۲ ص ۲۰۸)

مشرکین نے جب نبی آخرالزماں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ واصحابہ وسلم اور حضراتِ صحابہ کرام رضؓ کو از حد تنگ کیا ہر ممکن طریقہ سے ستایا اور اس درجہ پریشان کیا کہ مکّہ معظمہ کی سرزمین، وسعتوں کے باوجود تنگ محسوس ہونے لگی۔ اعلانِ حق پر پابندی لگادی گئی، علانیہ عبادت سے روک دیا گیا۔ حتیٰ کہ فدایانِ نبوت کے لئے بیت اللہ میں آنا دشوار ترین ہوگیا۔ ان حالات میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ و اصحابہ وسلم نے زید بن ارقم رضؓ کے مکان کو اشاعتِ اسلام اور تبلیغ دین کا مرکز قرار دیا اور وہاں خاموشی سے تبلیغ و تلقین کا سلسلہ جاری فرمایا۔ انہیں دنوں آنحضور علیہ السلام نے دُعا کی۔ کہ۔

اے اللہ! عمرو بن ہشام یا عمر بن خطاب میں سے کسی کو ایمان و اسلام کی سربلندی کا ذریعہ بنا۔

ترمذی ج ۲ ص ۲۰۹، مشکوٰۃ ج ۲ ص ۵۵۵

سنن ابن ماجہ کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے صرف سیدنا حضرت عمر رضؓ کے حق میں دعا فرمائی تھی۔ بہرحال اِدھر رسالت مآب صلی اللہ علیہ واصحابہ وسلم نے دعا کی، اُدھر مشیتِ الٰہی نے ان کو کشاں کشاں دربارِ نبوت تک رسائی کا انتظام فرمایا۔ مکہ کے دارالندوہ میں آپؐ کے قتل کا مشورہ ہوا ابوجہل کی ترغیب و تحریص پر عمر رضؓ بن خطاب نے ذمہ لیا۔ اور شمشیر بکف رسول کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم کے قتل کا ارادہ لے کر چلے لیکن کارکنانِ قضا و قدر نے کہا۔ ع

آمد آں یارے کہ ما می خواستیم

راستہ میں حضرت نعیم رضؓ بن عبداللہ ملے۔ ان سے معلوم ہوا کہ جس محمد (صلی اللہ علیہ و اصحابہ وسلم) کو قتل کرنے چلے ہو اس کا دین تو تمہارے بہنوئی اور بہن نے بھی قبول کر لیا ہے، پہلے ان کی خبر لو۔ یہ سننا تھا کہ طوفانِ غضب کا رُخ بدل گیا، فوراً پلٹے اور طیش و غیض میں بھرے، بہن کے یہاں پہنچے، مکان سے تلاوتِ قرآن کی آواز سن کر اور برافروختہ ہوگئے اندر گئے۔ اور یہ کہہ کر اپنے بہنوئی حضرت سعید رضؓ بن زید سے دست و گریباں ہوگئے کہ مجھے معلوم ہوچکا ہے کہ تم دونوں اپنے آبائی دین سے پھر گئے ہو۔ انہیں اس قدر مارا کہ سر سے خون بہہ نکلا، چاہا کہ زمین پر گرا کر گلا گھونٹ دیں۔ یہ دیکھکر آپ کی بہن سیدہ فاطمہ رضؓ اپنے شوہر کو بچانے دوڑیں، تو ان کی بھی خبر لی۔ اس دوران سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے بھائی کو مخاطب کر کے کہا۔ اے عمر! تم جو کچھ بھی کر سکتے ہو کر لو لیکن اب اسلام کی محبت ہمارے دلوں سے جدا نہیں کی جاسکتی۔ دل کی گہرائی سے نکلے ہوئے یہ الفاظ، حضرت عمر رضؓ کے قلب و دماغ پر انقلاب آفریں کیفیت پیدا کر گئے۔ ؎

دہن سے نامِ حق آنکھوں سے آنسو منہ سے خوں جاری
عمر رضؓ کے دل پہ اس نقشہ سے عبدیت ہوگئی طاری

بالآخر حضرت عمر رضؓ نے قرآنِ مجید کی آیات سنیں۔ اور پھر حلاوتِ قرآن، بشاشتِ ایمان سے معمور دل لئے اسی وقت جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ و اصحابہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ جونہی قدم اندر رکھا، رسول اللہ نے چند قدم بڑھ کر معانقہ کیا اور فرمایا کس ارادے سے آئے ہو۔ صاحبِ نبوت کی پُر رعب آواز نے انہیں لرزہ براندام کر دیا۔ عرض کیا ایمان قبول کرنے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ واصحابہ وسلم اور حضرات صحابہ رضؓ وفورِ مسرت سے بے ساختہ اللہ اکبر پکار اٹھے۔

عمر رضؓ قبول، عمر رضؓ قابل و عمر رضؓ مقبول
عمر رضؓ دعائے پیغمبر، عمر رضؓ مرادِ رسول ؐ

سیدنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ابھی اسلام قبول کیا ہی تھا کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آکر مبارک باد دی اور بتلایا کہ

اے محمدؐ! حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے پر آسمان والے بھی خوشیاں منارہے اور ایک دوسرے کو مبارک دے رہے ہیں۔ (سنن ابن ماجہ ص ۱۱)

اب تک مسلمان مذہبی فرائض کھلے بندوں ادا نہ کرسکتے تھے۔ خانۂ کعبہ میں نماز پڑھنا تو نہ صرف دشوار بلکہ ناممکن تھا حضرت عمر رضؓ کے ایمان لاتے ہی رسولِ کریم صلی اللہ علیہ واصحابہ وسلم نے بیت اللہ میں حضرات صحابہ رضؓ کے ساتھ نماز بجماعت

ادا فرمائی۔

سیدنا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ۔

جب سے حضرت عمرؓ اسلام لائے ہم برابر غالب و سربلند رہے۔ ("بخاری ج ۱ ص ۵۲۰، ج ۱ ص ۵۴۵")

نیز ارشاد فرماتے ہیں۔

حضرت عمرؓ کا اسلام ہمارے لئے فتح مبین۔ آپ کی ہجرت ہمارے لئے نصرتِ الٰہی اور آپ کی خلافت سراپا رحمت تھی میں نے وہ دن دیکھے ہیں جب ہم بیت اللہ کے قریب نماز نہیں پڑھ سکتے تھے، حتیٰ کہ جب حضرت عمرؓ مشرف بہ اسلام ہوئے تو آپ نے کفار کو لڑ بھڑ کر مجبور کر دیا کہ وہ ہمیں کعبہ میں نماز پڑھنے سے نہ روکیں۔ (طبقات ابن سعد)

حضرت صہیبؓ بن سنان سے مروی ہے کہ۔

جب حضرت عمرؓ اسلام لائے تو اسلام کو غلبہ نصیب ہوا اس کی تبلیغ اعلانیہ شروع ہوئی۔ ہم حلقے باندھ کر کعبہ کے اردگرد بیٹھنے لگے۔ بیت اللہ کا طواف کرنے لگے۔ اب جو ہم پر زیادتی کرتا، ہم اس سے بدلہ لینے کے قابل ہو گئے۔ (عمرؓ فاروق اعظم ص ۶۲ از ہیکل)

جب مکہ معظمہ میں دعوتِ توحید اور تبلیغ دین کی مخالفت ازحد شدت اختیار کئے ہوئے تھی، ہر سمت دشمنی کا طوفان برپا تھا۔ حضرات صحابہؓ پر نت نئے ظلم و ستم، اللہ کے رسول کو قتل کرنے کے منصوبے، اسلام کی ابھرتی ہوئی کھیتی کو اکھاڑ پھینکنے کا عزم، غرضیکہ مکہ اور گردو نواح کی ساری فضا اس قسم کے جذبات سے بھری پڑی تھی، ابھی تک مسلمانوں کو تلوار اٹھانے اور طاقت و قوت کے ذریعہ اپنے حقوق منوانے اور مدافعت کرنے کی اجازت نہیں ملی تھی۔ صرف صبر و استقامت کا حکم تھا۔ جس پر اہلِ اسلام بشدت عمل پیرا تھے۔ لیکن اس وقت اللہ تعالےٰ نے اہلِ مدینہ کو قبولِ ایمان اور نصرتِ اسلام کے لئے چنا۔ انہوں نے ایام حج میں آ کر ایمان قبول کیا اور اپنے علاقے میں جا کر اسلام کی دعوت پھیلائی۔ جس کے سبب مدینہ منورہ میں دعوتِ اسلام پھلنے پھولنے لگی۔ اس مرحلے پر نبی کریم صلی اللہ علیہ و اصحابہ وسلم نے اپنے ساتھیوں کو مکہ چھوڑ کر مدینہ منورہ کی جانب ہجرت کر جانے کی اجازت مرحمت فرمائی۔ چنانچہ دوسرے صحابہؓ کی طرح سیدنا حضرت عمرؓ نے بھی بسوئے مدینہ ہجرت کا شرف حاصل کیا۔

سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نہیں جانتا کہ حضرت عمرؓ کے علاوہ کسی مسلمان نے علانیہ ہجرت کی، چنانچہ جب وہ ہجرت کرنے لگے تو ہتھیار سجا کر کعبہ میں آئے، سات طواف کئے، نماز پڑھی اور کفار کے بھرے مجمع کو مخاطب کر کے فرمایا کہ میں ہجرت کر رہا ہوں، پھر نہ کہنا کہ عمرؓ چھپ کر چلا گیا، جو شخص اپنی ماں کو ماتم کناں، بچوں کو یتیم اور بیوی کو رانڈ کرنا چاہے وہ اس وادی سے نکل کر مجھ سے دو دو ہاتھ کر لے۔ ("عمرؓ فاروق اعظم ص ۱۲۰")

جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ و اصحابہ وسلم کی زندگی میں بدر، احد، خندق، حنین، خیبر اور تبوک وغیرہ ناموں سے متعدد جنگیں ہوئیں، جن میں فتح و کامیابی کا سہرا بہ توفیق الٰہی صرف رسولِ خدا صلی اللہ علیہ و اصحابہ وسلم کے سر ہے۔ کیونکہ لشکر کی حسنِ کارکردگی اور کامیاب و نتیجہ خیز جنگی مظاہرہ درحقیقت لشکر کے سربراہ اور کمانڈر کی جنگی مہارت، بہترین حربی صلاحیت اور ذہنی و عملی قابلیت کا نتیجہ ہوا کرتے ہیں۔ اسی لئے فیصلہ جنگ کے بعد کامیابی یا ناکامی ہر دو کی نسبت صرف سربراہ کی جانب کی جاتی ہے۔ اگرچہ ماتحت افسران اور جانباز سپاہی بھی انعامات و اعزازات کے مستحق قرار دیئے جاتے ہیں۔ اسی لئے عہدِ رسالت کے تمام غزوات کے اصل فاتح تو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ و اصحابہ وسلم ہیں۔ تاہم دیگر اکابر صحابہؓ کی طرح سیدنا حضرت عمرؓ نے تمام غزوات نبویؐ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ قابل قدر اور لائقِ تحسین خدمات انجام دیں اور شجاعت و بہادری جانفشانی و استقامت کے اعلیٰ نقوش اسلامی تاریخ میں ثبت فرمائے۔ رضی اللہ عنہ وعن کل الصحابۃ اجمعین۔

ام المومنین سیدہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے نبی کریم صلی اللہ علیہ و اصحابہ وسلم کے دو لڑکے قاسم و عبداللہ اور چار لڑکیاں زینب، رقیہ، ام کلثوم اور فاطمہ ہوئیں۔

حافظ ابن عبدالبرؒ "الاستیعاب" میں تحریر فرماتے ہیں۔

ترجمہ:۔ بالاتفاق، حضرت خدیجہؓ سے حضور علیہ السلام کے

ہاں زینب، فاطمہ، رقیہ اور ام کلثوم، چار لڑکیاں ہوئیں سب نے اسلام قبول کیا اور ہجرت کی۔

مشہور شیعہ مجتہد ملا باقر مجلسی، رسول کریم صلی اللہ علیہ واصحابہ وسلم کا ارشاد گرامی نقل کرتے ہیں کہ خدا خدیجہ پر رحمت کرے کہ اس کے بطن سے میرے ہاں عبداللہ و قاسم، رقیہؓ، فاطمہؓ زینبؓ اور ام کلثومؓ پیدا ہوئیں۔

("حیات القلوب ج ۲ ص ۷۱۸ بحوالہ امت کی شہزادیاں ص ۲۸)

آپ کے دونوں لڑکوں کا بچپن ہی میں انتقال ہو گیا۔ البتہ چاروں شہزادیاں بڑی عمر کو پہنچیں۔ سیدہ زینبؓ کا نکاح خالہ زاد بھائی حضرت ابوالعاص قاسمؓ بن ربیع سے ہوا۔ سیدہ رقیہؓ اور سیدہ ام کلثومؓ یکے بعد دیگرے حضرت عثمان غنیؓ کے عقد میں آئیں۔ اسی لئے آپؓ کو ذوالنورین کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ سیدہ فاطمہؓ کی شادی حضرت علیؓ سے ہوئی۔

("سیرت النبی، رحمۃ للعالمین، حیات القلوب")

سیدہ فاطمہؓ کی صاحبزادی، سیدنا حضرت حسینؓ کی حقیقی بڑی بہن سیدہ ام کلثومؓ کا نکاح امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظمؓ کے ساتھ ہوا، جن سے آپ کے ہاں زید اور رقیہ دو بچے ہوئے، بنا بریں سیدنا فاروق اعظمؓ، سیدہ فاطمہؓ اور سیدنا علیؓ کے داماد اور حضرت حسنؓ و حضرت حسینؓ کے بہنوئی ہوئے۔

سیدنا حضرت علیؓ نے سیدہ حضرت فاطمہؓ کے ہوتے ہوئے ابوجہل کی بیٹی سے نکاح کا پیغام دیا، حضرت فاطمہؓ کو پتہ چلا تو آپ کو بے حد صدمہ ہوا، اور آپ نے اپنے والد محترم رسول مکرم صلی اللہ علیہ واصحابہ وسلم سے اس کی شکایت کی جس سے آپ کو بھی قلق ہوا۔ آپؐ نے ناپسندیدگی و ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ فاطمہ میرے بدن کا ٹکڑا ہے جو اسے تکلیف دے وہ مجھے بھی دکھ پہنچاتا ہے (بخاری ص ۵۳۲ ج ۲، مسلم ص ۲۹۰ ج ۲)

اس واقعہ سے متعلق مجتہد ملا باقر مجلسی کے بعض الفاظ ملاحظہ ہوں۔

پھر حضرت فاطمہؓ کا غم بہت زیادہ ہو گیا۔ اور آپ سارا دن فکر میں رہیں یہاں تک کہ رات آگئی۔ جب رات داخل ہوئی تو حضرت فاطمہؓ نے امام حسن کو دائیں بازو پر اور امام حسین کو بائیں بازو پر اٹھالیا اور ام کلثوم کے ہاتھ کو اپنے دائیں ہاتھ سے پکڑ لیا اور اپنے باپ کے گھر چلی گئیں ——— جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ فاطمہؓ کو نیند نہیں آتی اور سخت بے آرامی ہے تو فرمایا، اے میری پیاری بیٹی اٹھ کھڑی ہو حضرت فاطمہؓ کھڑی ہو گئیں، پس حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امام حسن کو اٹھالیا اور حضرت فاطمہؓ نے امام حسینؓ کو اٹھالیا اور ام کلثوم کا ہاتھ پکڑ لیا ———

"جلاء العیون۔ ص ۱۸۶ و ص ۱۸۷ بحوالہ تحقیق فدک ص ۱۳۱"

معلوم ہوا کہ سیدہ ام کلثومؓ حضرت حسن و حسین سے عمر میں بڑی تھیں، جبھی تو جاتے اور آتے حضرت حسن اور حضرت حسین کو بازو پر اٹھایا گیا اور سیدہ ام کلثومؓ انگلی پکڑنے خود اپنے پیروں چلتی ہوئی گئیں اور آئیں

مصر کے مشہور مورخ علامہ محمد خضری بک لکھتے ہیں۔

ترجمہ:۔ حضرت عمرؓ نے ام کلثوم بنت علی سے عقد کیا۔ ان سے زید اور رقیہ پیدا ہوئے،
(محاضرات ص ۱۱ ج ۲ طبری ص ۲۲۸ ج ۳)

قاضی نور اللہ شوستری تحریر کرتے ہیں۔

اگر نبی دختر بعثمان داد ولی دختر بعمر فرستاد۔

مجالس المومنین بحوالہ آیات بینات ص ۱۹

یعنی اگر نبی کریم علیہ السلام نے اپنی بیٹی کا حضرت عثمانؓ سے عقد فرمایا تو حضرت علیؓ نے بھی اپنی دختر حضرت عمرؓ کے نکاح میں دیدی۔

۷ر جمادی الثانی ۱۳ھ سخت سردی کے دن امام اول، جانشین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر صدیقؓ نے غسل کیا، جس کے بعد آپ کو بخار ہو گیا، جو وفات تک مسلسل پندرہ دن چڑھا رہا ——— جب ضعف اور نقاہت کی وجہ سے جماعت کے لیے تشریف لانا آپ کے بس سے باہر ہو گیا تو آپ نے سیدنا عمر فاروقؓ کو نماز پڑھانے کا حکم دے کر امت مسلمہ کی امامت و قیادت کے لئے عملاً جانشین مقرر کیا، جس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ واصحابہ وسلم نے پیشتر ازیں آپ کو اس منصب پر متعین فرمایا تھا ——— اسی کے ساتھ حضرت صدیق اکبرؓ نے سیدنا حضرت عثمانؓ کو بلا کر حضرت عمرؓ کی جانشینی اور خلافت کا پروانہ لکھوایا جسے تمام لوگوں نے بطیب خاطر قبول کیا۔

ترجمہ:۔ میں نے تم پر عمرؓ بن خطاب کو خلیفہ مقرر کر دیا ہے اور میں نے اس معاملے میں تمہاری خیر خواہی میں کوئی کوتاہی نہیں کی۔

(محاضرات ص ۱۹۶ ج ۱)

۲۲ ——— ۲۳ر جمادی الثانی ۱۳ھ کی درمیانی شب بعد نماز مغرب حضرت ابوبکر صدیقؓ کی وفات ہوئی ——— اس کے بعد عہد نبوی کے با اعتماد وزیر اور خلافت صدیقی کے مخلص

منیر جناب سیدنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ امام دوم اور خلیفۃ المسلمین کی حیثیت سے اُبھرے ـــــ آپ کے عہدِ خلافت میں اسلام اور مسلمانوں کو جو سربلندی، فتوحات اور کامیابیاں حاصل ہوئیں۔ اور آپ نے اسلام اور مسلمان بلکہ انسانیت کے لئے جو خدمات انجام دیں وہ اس درجہ یقینی اور ناقابلِ فراموش ہیں کہ متعصب سے متعصب شخص بھی ان سے انکار نہیں کر سکتا۔

این سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

سیدنا حضرتِ فاروق اعظمؓ کا عہدِ خلافت چونکہ تسخیر و فتوحات سے بھرپور دور تھا، اس لئے تسخیرِ اقوام اور فتوحاتِ ممالک کے نتیجہ میں بکثرت مالِ غنیمت اور بڑی تعداد میں غلام مسلمانوں کے ہاتھ آئے ـــــ حضرت عمرؓ عجمی غلاموں کو عربوں کے ساتھ خلط ملط رکھنے، خصوصاً مدینہ منورہ میں بسانے کے حق میں نہ تھے، لیکن بعض بزرگوں کی رائے قبول کرتے ہوئے آپ نے غلاموں کو مسلمان عربوں کے ساتھ ملے جلے رہنے کی اجازت دیدی، چنانچہ رفتہ رفتہ مدینہ میں ان کی بہت بڑی تعداد اکٹھا ہو گئی، جن میں سے کچھ مخلصانہ اور کچھ منافقانہ مشرف بہ اسلام ہو کر اسلامی معاشرے میں مدغم ہو گئے اور کچھ اپنے پرانے آبائی مذہب پہ قائم رہے ـــــ منافقانہ بلکہ سازش و انتقام کے جذبہ سے بہ ظاہر اسلام قبول کرنے والے مجمیوں نے، عیاری، مکاری اور فریب کاری کی قدیمی مہارت کے ذریعہ غلامی کی بدولت ملنے والی فرصت و مراعات سے پورا پورا فائدہ اٹھاتے ہوئے ایک طرف آپس میں صلاح مشورے اور ساز باز شروع کر دیئے اور دوسری جانب مسلم معاشرہ میں اس عنصر کی تلاش شروع کر دی جو کسی بھی حیثیت سے ان کے لئے مفید ہو سکتے تھے ـــــ نفاق کی خوشنما چادر اوڑھ کر دن رات مسلمانوں میں گھسے ملے ان بدفطرت ماہرین کیلئے یہ کام کوئی دشوار نہ تھا۔ انہوں نے لوگوں کی دلچسپیوں اور افکار و رجحان کا غائر مطالعہ کیا، ان کے ذہنی پس منظر اور اس کے نشیب و فراز پر غور کیا ـــــ اور جلد ہی ایسے افراد کا پتہ چلا لیا، جنہیں اپنے ذہنی پس منظر کو شرمندہ تعبیر کرانے کے لئے عددی و افرادی جتھے کی ضرورت تھی اور انہیں اُن کو آلہ بنا کر اپنے انتقامی پروگرام کو تکمیل تک پہنچانے کے لئے ان کی اشد حاجت تھی ـــــ غرضیکہ عجمی سازشیں کرتے رہے۔ تین روز قبل سے خلیفۂ وقت کے قتل کئے جانے کا توریتی اور اخباری اعلان ہوتا رہا۔ ابو لولو فیروز جسے حضرت مغیرہؓ کا غلام بتایا جاتا ہے وہ مالک کی زیادتیوں کی شکایت کا سوانگ رچا کر خوف و جھجک مٹانے حضرت عمرؓ کے پاس جاتا ہے اور پھر عین اس وقت جب سیدنا حضرت عمرؓ نمازِ صبح کی حالت میں دست بستہ مصروفِ مناجات ہیں، وہی مجوسی غلام ابو لؤلؤ فیروز جسے عجمی انتقام نے اپنا آلۂ کار بنایا تھا، آپؓ پر دو دھاری زہر آلود خنجر سے وار کرتا ہے۔ اور پھر پکڑے جانے پر خودکشی یا کسی غائب از نظر سازشی کے ہاتھوں نشانِ قتل مٹانے کی کامیاب اداکاری کا شکار ہو جاتا ہے۔ "طبری ص ۲۴۱ ج ۴"

سیدنا حضرت فاروق اعظمؓ کی شہادت صرف ایک شخص کا فقدان نہیں بلکہ پوری مسلم قوم کا ایک ایسا عظیم نقصان ہے جو کبھی بھی پورا نہیں ہو سکتا لیکن کس قدر حیرت کا مقام ہے کہ جب حضرت عبید اللہ نے اس سانحہ سے مشتعل ہو کر عجمی سازش کے ہیرو ہرمزان ایرانی کو قتل کر دیا تو وہ حضرات جو حضرت فاروق اعظمؓ کے حکم کے باوجود ایران پر لشکر کشی کے لئے تیار نہ ہوئے۔ جن کے یہاں عجمی سازشیوں کی بکثرت آمد و رفت تھی اور جن کے حقوق کی بازیابی کے پرکشش عنوان سے یہ سازش پلتی اور بڑھتی رہی، انہوں نے حضرت عمرؓ کی باقاعدہ تفتیش و تحقیق اور سازش میں ملوث تمام افراد کے خلاف کارروائی کا مطالبہ کرنے کی بجائے، حضرت عبید اللہ بن عمرؓ کو ہرمزان کے قصاص میں قتل کئے جانے پر زور دیا ـــــ سیدنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت پہ ہرمزان کے قتل کو یہ اہمیت کیوں دی جاتی رہی۔ یہ وہ سوال ہے جس کا حل تاریخی تحقیق و ریسرچ کے ہر طالب علم پہ ایک قرض ہے، جو آج نہیں تو کل بہر حال ادا کرنا ہوگا۔

۲۶ ذی الحجہ ۲۳ھ کو سیدنا حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ پر قاتلانہ حملہ ہوا ـــــ اور یکم محرم ۲۴ھ کو آپؓ کی شہادت ہوئی۔　　انا للہ و انا الیہ راجعون

حفاظت پھول کی ممکن نہیں ہے
اگر کانٹوں میں گر خوئے حریری　(اقبالؔ)

پیشکش: جناب طہور احمد صاحب — ۲۱

احسن القصص

افادات: حضرت مولانا علامہ [illegible] پروفیسر اورینٹل کالج لاہور

وَقَالَ الَّذِیْ ظَنَّ ...... فَاَرْسِلُوْنِ۔

ترجمہ

جس شخص کے بارے میں یوسف علیہ السلام کا خیال یہ تھا کہ وہ رہائی پا جائے گا اس سے فرمایا کہ اپنے آقا کے سامنے میرا تذکرہ کرنا۔ لیکن آقا کے سامنے تذکرہ کرنے سے شیطان نے اسے بھلا دیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ یوسف علیہ السلام کو کئی سالوں تک قید خانہ میں رہنا پڑا اور بادشاہ نے کہا کہ میں ایک خواب میں دیکھتا ہوں کہ سات موٹی گائیں ہیں جنہیں سات دبلی گائیں کھا رہی ہیں اور سات ہری بالیں ہیں اور ایسے ہی سات خشک بالیں۔ اے اہل دربار! اگر تم خواب کی تعبیر جانتے ہو تو میرے خواب کی تعبیر بتاؤ۔ درباریوں نے کہا۔ یہ پریشان خیالات ہیں اور واقعہ یہ ہے کہ خوابوں کی تعبیر ہم جانتے ہی نہیں۔ وہ قیدی جو ان دو میں سے رہا ہوا تھا ایک عرصہ کے بعد یوسف علیہ السلام کا قصہ اسے یاد آیا۔ اس نے کہا اس خواب کی تعبیر میں لائے دیتا ہوں۔ مجھے بھیجو۔

تفسیر

یٰصاحبی السجن اما احدکما الخ آپ کو یاد ہے کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام جیل میں گئے تھے تو دو اور نوجوان بھی جیل گئے انہوں نے ایک ایک خواب دیکھا۔ حضرت یوسف علیہ السلام کی نیک عملی اور صلاح سے وہ بہت متاثر تھے۔ انہوں نے اپنے خواب ان سے بیان کئے اور تعبیر پوچھی۔ آپ نے موقعہ سے فائدہ اٹھا کر انہیں توحید کی دعوت دی۔ اور ساتھ ہی وعدہ فرمایا کہ میں اس وعظ و تبلیغ میں زیادہ وقت نہ لونگا روزمرہ کا کھانا آنے سے پہلے میں تمہیں تعبیر بتا دونگا۔

وعظ ختم ہوا اب وہ دونوں ساتھی جنہیں وہ کہتے ہیں یٰصاحبی السجن اے رفیقانِ زنداں! اے یارانِ محفل! اے قید خانہ کے دو ساتھیو! تم میں سے جس نے یہ خواب دیکھا ہے کہ میں شراب کشید کر رہا ہوں اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ رہا ہوگا اور پھر بدستور اپنی ڈیوٹی پر چلا جائے گا اور حسب معمول شراب پلایا کریگا۔

آپ کو یاد ہوگا میں نے بتایا تھا کہ ان دو میں ایک ساقی تھا دوسرا باورچی۔ دونوں اس الزام میں گرفتار ہوئے تھے کہ انہوں نے بادشاہ کو زہر دینے کی کوشش کی ہے۔ ساقی نے شراب میں اور باورچی نے کھانے میں۔ ان کا مقدمہ چل رہا تھا، ان کو حوالات بھیج دیا گیا وہاں یوسف علیہ السلام سے تعبیر پوچھی تو آپ نے فرمایا کہ ساقی کا جرم ثابت نہیں ہوگا اور وہ رہا ہو کر بدستور شراب پلائے گا۔

اور دوسرا جو قیدی ہے جو باورچی ہے جس نے یہ دیکھا تھا کہ میرے سر پہ روٹیاں ہیں اور ان کو پرندے نوچ نوچ کر کھا رہے ہیں۔ اس کے خواب کے بارے میں فرمایا کہ اسے سولی دیا جائے گا اور جس طرح اس نے دیکھا ہے کہ پرندے نوچ نوچ کر کھا رہے ہیں اسی طرح اس کے سر کا گوشت پرندے نوچ نوچ کر کھائیں گے

اس کے بعد فرمایا:۔

قضی الامر الخ وہ تم نے جو خواب پوچھے ان کا فیصلہ ہو چکا، اللہ کے یہاں اسی طرح مقدر ہے ہو سکتا

(باقی ۲۰ پر)

سعید الرحمٰن ابن ماسٹر عبدالرحمٰن لودھیانوی شیخوپورہ

ماسٹر عبدالرحمٰن صاحب لودھیانوی مرحوم
کی زندگی پر ایک سرسری نظر

جناب ماسٹر عبدالرحمٰن لدھیانوی یکم جولائی ۱۸۹۳ء بمقام لدھیانہ محلہ چوک عالمگیراں میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد ماجد جناب حافظ محمد رمضان صاحب رحمۃ اللہ علیہ ایک معزز خاندان کے فرد تھے جو تجارت پیشہ اور فوجی ٹھیکیدار تھے حافظ صاحب شروع سے ہی درویش منش تھے اور یاد خدا میں شہر سے باہر اپنے گھر کی بکریاں لے کر چلے جاتے۔ بکریاں تو چرواہے کے سپرد کر دیتے اور خود ایک مقبرہ میں وقت گذارتے جس سے ملحق ایک مدرسہ تھا جہاں ایک حافظ صاحب بچوں کو ناظرہ قرآن مجید پڑھاتے اور حفظ قرآن پاک کا بھی انتظام تھا۔ قرآن پاک کی تعلیم کا مشاہدہ کرتے ہوئے انہیں بھی اس طرف رغبت ہوتی اور بیس سال کے سن میں قرآن مجید ناظرہ پڑھنا شروع کر دیا جب انہوں نے دس سے سپارے پڑھ لئے تو والد صاحب مسمی کرم بخش کو اس کی اطلاع ہوئی اور ان کی خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی۔ چونکہ گھر میں خوشحالی تھی لہذا انہوں نے حافظ صاحب کو ضیافت پر بلایا اور ان کی خوب خاطر تواضع کی اور کچھ نقدی بھی بطور نذرانہ پیش کی۔ یہ سلسلہ جاری رہا تا آنکہ آپ کو قرآن مجید حفظ کرنے کا شوق پیدا ہو گیا اور اللہ تعالےٰ نے ان کی اور ان کے والدین کی دلی خواہش پوری کر دی۔ چنانچہ ماسٹر صاحب مرحوم کے دادا نے گھر کے قریب ہی ایک مسجد تعمیر کرا دی جس میں حافظ محمد رمضان صاحب نے ساٹھ سال تک امامت کے فرائض بلا کسی اجرت اور معاوضہ کے انجام دیئے۔ مسجد کی جملہ ضروریات۔ صفائی۔ کنوئیں سے پانی نکال کر سقاوہ (ٹینکی) کو بھرنا۔ سردیوں میں آگ جلا کر پانی گرم کرنے تک کا انتظام انہوں نے اپنے ذمہ لے رکھا تھا۔

جب ماسٹر عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ نے ہوش سنبھالا تو آپ کا ماحول قرآن پاک کی تعلیمات کا گہوارہ بنا ہوا تھا۔ بیسیوں بچے اور بچیاں گھر میں قرآن مجید کی تلاوت اور درس و تدریس میں مصروف پائے جاتے تھے۔ چنانچہ حضرت ماسٹر صاحب مرحوم نے سات سال کی عمر میں قرآن مجید کو بڑی روانی کے ساتھ پڑھ لیا۔ اور اپنے والد محترم کا تدریس کے سلسلہ میں ہاتھ ٹبلانے لگے۔

آپ ابھی سات سال کے تھے کہ شہر کے انتہائی کنارے پر شہزادگان شاہ شجاع الملک میں سے شہزادہ محمد طاہر کا احاطہ تھا جو گورنمنٹ انگلشیہ نے انہیں بطور جاگیر دے رکھا تھا۔ وہاں کے ایک شہزادہ نے جب ماسٹر صاحب کا قرآن سنا تو اس نے حافظ صاحب سے درخواست کی کہ ہماری بچیوں کو قرآن مجید پڑھانے کے لئے ماسٹر صاحب کی خدمات درکار ہیں کیونکہ آپ کی عمر ابھی بہت چھوٹی تھی اور راستہ ویرانے میں سے ہو کر جاتا تھا۔ لہذا ماسٹر صاحب کے بھائی ان کے ہمراہ جاتے اور اس طرح سے آپ نے قرآن مجید کی تعلیم کا آغاز کیا۔ آپ کو پڑھانے کا شوق تھا آپ کی خدمت چار آنہ اور بعد میں چھ آنے مہینہ کوئی حیثیت نہیں رکھتے تھے۔

قرآن مجید کی تعلیم حاصل کرنے کے بعد آپ اسلامیہ ہائی سکول لدھیانہ میں داخل ہو گئے۔ مولانا حبیب الرحمٰن صاحب رحمۃ اللہ علیہ آپ کے ہم جماعت تھے اور ان [illegible] میں اتنے قریبی تعلقات ہو گئے کہ دو سگے بھائیوں میں بھی اتنے گہرے تعلقات کم دیکھنے میں آتے ہیں۔ چنانچہ جب آپ نے میٹرک پاس کرنے کے بعد لاہور میں اسلامیہ کالج میں داخلہ لیا تو حضرت مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی انہیں ریلوے سٹیشن پر الوداع کہنے آیا کرتے تھے۔

تحریک خلافت میں آپ نے اور آپ کے خاندان نے

بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ آپ کی والدہ مرحومہ جلوس میں خواتین کی قائد ہوتی تھیں اور مظاہروں میں حصہ لیتی تھیں۔ بی اماں صاحبہ مرحومہ لدھیانہ تشریف لائیں تو انہوں نے محلہ کی جملہ عورتوں کو ساتھ لے کر ان کا پُرجوش خیر مقدم کیا۔

بی اے پاس کرنے کے بعد آپ نے اسلامیہ ہائی سکول لدھیانہ میں بطور ٹیچر کچھ عرصہ کام کیا اور اس دوران آپ نے کئی ایک سماجی تعلیمی سرگرمیوں میں حصہ لیا۔ سنہ ۱۹۲۱ء میں انجمن اخوان الصفا قائم کی اور اس کی سرپرستی میں مندرجہ ذیل شعبہ جات قائم کیے گئے۔

۱۔ غریب اور نادار طلبا کو تعلیم اور ہنر سیکھنے کے لئے بلا سود قرضہ حسنہ دینے کا انتظام امداد باہمی کے اصول پر کیا۔

۲۔ گمشدہ بچوں کی تلاش کا باقاعدہ انتظام فرمایا۔

۳۔ اصلاح رسوم اور اصلاح معاشرہ کے لئے جلسوں کا انتظام کیا۔

۴۔ لاوارث موتی کی تجہیز و تکفین کا انتظام کیا۔

۵۔ ماہنامہ "پیغام عالمگیر" کا اجرا کیا جس میں دینی معاشرتی اور اصلاح رسوم سے متعلق مضامین کی اشاعت کا خصوصی انتظام کیا جاتا تھا۔ یہ سلسلہ ماسٹر صاحب کی سرپرستی میں ۱۹۲۷ء تک جاری رہا۔

سنہ ۱۹۲۷ء میں آپ کی تقرری گورنمنٹ ہائی سکول شیخوپورہ میں ہو گئی۔ یہ ضلع نیا نیا بنا تھا اور شہر کے وسط میں ایک عیدگاہ مغلوں کے دور کی موجود تھی۔ یہ عیدگاہ عین بازار میں واقع تھی اور بدقسمتی سے اس کا متولی قادیانی تھا۔ اس نے اپنے ہم مذہب مرزائیوں کو اس مسجد میں تبلیغ کرنے کی اجازت دے رکھی تھی۔ چنانچہ ایک طرفہ تماشا تھا کہ اس مسجد میں مغرب کے وقت مرزائی سادہ لوح مسلمانوں کو گمراہ کر رہے تھے۔ دو جماعتیں اور دو آذانیں ہوتی تھیں شیخ محمد حسین صاحب مالک اقبال بوٹ ہاؤس اور ان کے بھائی شیخ ظہور دین صاحب کو دین سے شغف تھا مگر سادہ دلی کی بنا پر وہ ان کے درس میں شریک ہوتے تھے

والد مرحوم نے ان کی اس حالت پر بہت افسوس کیا مگر ان کے جذبہ کی قدر کی اور انہیں مرزائیوں کے ہتھکنڈوں سے آگاہ کیا چنانچہ ان دونوں بھائیوں نے والد صاحب سے تعاون کر کے ایک انجمن کی بنیاد رکھی جو کہ انجمن اہل سنت والجماعت کے نام سے مشہور ہے۔ مولانا حبیب الرحمٰن صاحب لودھیانوی کے شفیق استاد اور ولی کامل حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب پھلوری قدس سرہٗ کی خدمات حاصل کی گئیں اور انہیں شیخوپورہ میں لانے کا بندوبست کیا گیا حضرت مولانا موصوف پیرانہ سالی کے باوصف شام کو مغرب کی نماز کے بعد مشکوٰۃ شریف کا درس دینے لگے۔ پولیس کے ایک اعلیٰ آفیسر حضرت مولانا کے مرید تھے۔ چنانچہ شہر کے نوجوان مسلمانوں اور پولیس کی اعانت سے مرزائیوں کا مسجد سے اخراج ہوا اور ایک کمرہ تعمیر کر دیا گیا۔ جمعہ کا باقاعدہ انتظام ہونے لگا اور ایک دینی مدرسہ جاری کیا گیا جس کا نام مدرسہ عربیہ حنفیہ شیخوپورہ رکھا گیا۔ مولانا عبدالعزیز رحمتہ اللہ علیہ کے بعد مولانا محمد عبداللہ صاحب ڈیرہ غازی خاں سے تشریف لائے۔ انہوں نے مدرسہ کو خوب ترقی دی اور پھر سالانہ جلسوں کا انتظام ہونے لگا۔ سب سے پہلے جلسہ سے قطب الاقطاب شیخ التفسیر حضرت لاہوری نور اللہ مرقدہٗ نے خطاب فرمایا اور آپ کی برکت سے یہ پودا پروان چڑھنے لگا حضرت اقدس ہر سال تشریف لاتے۔ جلسہ میں روزہ ہوتا سنہ ۱۹۳۲ء کا جلسہ ایک نہایت کامیاب جلسہ تھا جس میں شیخ الاسلام حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی رحمتہ اللہ علیہ بھی دیوبند سے تشریف لائے اور "روح" پر ایک بے نظیر خطاب فرمایا۔ جس کو سن کر جملہ حضرات علمائے کرام نے جن میں جامعہ عباسیہ بہاول پور کے شیخ الجامعہ غلام محمد گھوٹوی بھی تھے ماسٹر صاحب مرحوم و مغفور کا شکریہ ادا کیا کہ آپ نے ہمیں دعوت دے کر علم و عرفان سے سیراب کرایا اور ہم آپ کے شکر گزار ہیں۔

ماسٹر صاحب مرحوم اس انجمن کے روح رواں تھے۔ سارا انتظام آپ اکیلے فرماتے مگر کسی جگہ بھی آپ کا نام نہیں ہوتا تھا۔ سیکرٹری کے فرائض خود انجام دیتے اور نام غازی سلطان محمود جنجوعہ کا لکھا جاتا۔ آپ کو نام و نمود سے غرض نہ تھی بلکہ پس پردہ رہ کر سارا کاروبار کرتے تھے۔ اس وقت ماسٹر صاحب کو مبلغ ۸۰/- روپے تنخواہ ملتی تھی جس میں سے مبلغ ۴۰/- روپے لدھیانہ ارسال کرتے تھے اپنے والدین

کی خدمت کے لئے ۱۰/- روپے مکان کا کرایہ دیتے اور ۳۰/- روپے مولوی صاحب کو تنخواہ دے دیتے اور سارا مہینہ ممبران انجمن سے خود چندہ وصول کر کے گذارہ چلاتے چار آنے ماہینہ چندہ ہوتا تھا ۱۲۰ ممبران کا چندہ ۳۰/- روپے بنتا تھا۔ یہ معمول آپ کا آج تک جاری ہے کہ ہمارے احاطہ والی مسجد کے امام صاحب کی تنخواہ یکم تاریخ کو اپنی پنشن میں سے یکمشت ادا کر دیتے اور بعد میں چندوں کی وصولی سے اپنا گزارہ چلاتے رہے۔

انجمن ہذا سال کے دیگر ایام میں بموقع شب برات معراج شریف ۱۲ ربیع الاول بھی جلسہ کراتی اور تبلیغی پمفلٹ شائع کراتی رہتی۔ حضرت مولانا شیخ التفسیر کے رسائل بھی لوگوں میں تقسیم کئے جاتے اور لوگوں میں دینی ذوق شوق اپنے عروج کو پہنچتا رہا۔

۱۹۳۴ء میں ماسٹر صاحب نے مولانا حبیب الرحمن صاحب کے ایماء پر حضرت شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوری قدس سرہٗ کے دست مبارک پر رائے پور جا کر بیعت کی اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خصوصی توجہات کا مرکز بنے رہے۔

۱۹۳۶ء میں ماسٹر صاحب کا تبادلہ لدھیانہ میں ہو گیا اور آپ نے تبلیغی سلسلہ وہاں بھی جاری رکھا۔ چنانچہ ایک مسجد نئے سرے سے تعمیر کرائی جس کا نام "موتی مسجد" رکھا گیا اور ۱۹۳۶ء سے ۱۹۴۷ء تک مولانا شبیر احمد عثمانی والی تفسیر کی مدد سے باقاعدہ بعد نماز فجر درس دیتے رہے اور درس سے فراغت کے بعد دو منزلی مسجد میں مفتی محمد نعیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے درس میں بھی باقاعدگی کے ساتھ حاضری دی اور مفتی صاحب ماسٹر صاحب کی بے حد عزت فرماتے تھے۔

تقسیم ملک کے بعد آپ نے اپنے گزشتہ تعلقات کی بنا پر پھر شیخوپورہ میں سکونت اختیار کی اور انجمن اہلسنت والجماعت کی صدارت کے فرائض آپ تاحیات سرانجام دیتے رہے۔ آپ نے ملازمت سے سبکدوش ہونے پر اپنے مکان میں حضرت عثمانی کی نسبت سے عثمانیہ کالج کا اجرا کیا جس میں پرائیویٹ طور پر لڑکوں کو میٹرک۔ ایف اے وغیرہ کی تیاری کرائی جاتی اور بڑا مقصد اپنے طالب علموں کی دینی اور اخلاقی تربیت تھا۔ چنانچہ دینیات پر خاصا وقت صرف کیا جاتا۔ کالج کے قریب ایک مسجد تعمیر کرائی جس کی امامت کے فرائض بھی خود ہی کئی سال تک انجام دیتے رہے۔

آپ کی دیرینہ خواہش تھی کہ کچھ دینی تصنیفات کی جائیں چنانچہ پہلے رسائل سے ابتداء رسالہ جات روح الصلوٰۃ۔ قرآن کیا ہے۔ اسلام اور جہاد۔ توحید باری تعالےٰ۔ آفتاب نبوت شہادت حسین وغیرہ لکھے گئے اور شائع کرائے گئے۔ چونکہ مالی حالت کمزور تھی اس لئے یہ سلسلہ خیر جاری نہ رہ سکا تا آنکہ انجمن خدام الدین کی طرف حضرت مولانا احمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی سرپرستی میں رسالہ خدام الدین کا اجرا ہوا۔ آپ کی دلی امید بر آئی اور آپ نے اس رسالہ کے لئے مضامین لکھنے شروع کئے۔ حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے مضامین کو بے حد پسند فرمایا اور فرماتے تھے کہ آپ کے لکھے ہوئے مضامین میں بہت کم کانٹ چھانٹ کرنی پڑتی ہے اور لکھائی بہت صاف اور کھلی ہوتی ہے جس سے میرا دل بہت خوش ہوتا ہے چنانچہ آپ کو بہت دعاؤں سے نوازا جاتا تھا جناب والا صاحب فرمایا کرتے تھے کہ میں نے دعا اور آرزو کی ہے کہ حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ نے تو ایک ہزار کتب تصنیف و تالیف فرمائی ہیں اے خدا مجھے ایک ہزار مضمون لکھنے کی توفیق دے فرمایا کرتے تھے کہ ۵۰۰ سے زائد مضامین لکھے جا چکے ہیں جو "رسالہ خدام الدین" کے علاوہ "پیام اسلام"، "پیام مشرق" نوائے پاکستان ترجمان اسلام۔ چٹان۔ ہفت روزہ دعوت ماہنامہ تعلیم القرآن راولپنڈی ماہنامہ رسالہ مولوی "دہلی" اور اور الجماعت کراچی میں چھپتے رہے ہیں۔

جب سے رسالہ خدام الدین کا اجرا ہوا ہے ہر جمعہ کو نماز فجر کے بعد خدام الدین کے خطبہ جمعہ اور مجلس ذکر کے خطاب کو اپنی وفات سے ایک جمعہ پہلے تک سناتے رہے اور خطیب جامعہ عیدگاہ کو صبح درس قرآن مجید اور بعد نماز مغرب درس حدیث شریف پر باصرار مداومت کرنے کی تاکید فرماتے رہتے تھے۔

تبلیغی جماعت کی امارت (دعوت و نصرت)

رائے ونڈ کے اجتماع میں حاضری آپ کا معمول تھا اور یہاں سے لوگوں کو تبلیغی اجتماع میں حاضری کی ترغیب دینا اہم فرض خیال کرتے۔

تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء میں آپ نے مرکزی کردار ادا کیا مسجد عیدگاہ کو اس تحریک کے قلعہ کی حیثیت حاصل تھی آپ مجلس عمل ضلع شیخوپورہ کے صدر بنائے گئے اور آپ کی سرپرستی میں یہ تحریک پورے عروج پر پہنچی اور ختم نبوت کانفرنس مولانا اختر علی خاں مدیر اخبار زمیندار زیر صدارت منعقد ہوئی جس میں اکابرین ملت نے شرکت فرمائی۔ گرفتاری کے لئے ہمہ وقت تیار رہے مگر یہ نوبت نہ آئی۔ اسیرانِ ختم نبوت کے اہل خانہ کی ضروریات کے لئے ہر قسم کی معاونت فرمائی۔ اسی سال حج بیت اللہ کی سعادت سے مشرف ہوئے۔

شیخوپورہ میں رمضان شریف میں شبینوں کا رواج نہیں تھا چنانچہ لاہور اور گوجرانوالہ سے حفاظ کرام کو بلایا جاتا اس طرح یہاں کے لوگوں کے دلوں میں اس طرف رغبت ہوئی اور آج یہاں کی اکثر مساجد میں سہ روزہ پانچ روزہ شبینوں کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ آپ کو شبینہ میں قرآن مجید سننے کا اس قدر ذوق و شوق تھا کہ ایک دفعہ ایک حافظ صاحب نے سارا قرآن مجید ایک رکعت میں ختم کیا اور صرف آپ کی ایک ذات تھی جس نے حافظ صاحب کا ساتھ دیا اور مسلسل کئی گھنٹے کھڑے رہے۔

آپ نے جن حضرات علمائے کرام سے کسب فیض کیا اور صحبت اختیار کی ان کی فہرست کافی طویل ہے۔ بہرحال چیدہ چیدہ ہستیوں کا ذکر نہ کرنا بخل ہوگا۔ ان کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں۔

۱۔ حضرت شیخ العرب والعجم مولانا سید حسین احمد مدنی قدس سرہٗ العزیز
۲۔ حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرہٗ العزیز
۳۔ حضرۃ شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانی قدس سرہٗ العزیز
۴۔ قطب الاقطاب شیخ التفسیر مولانا احمد علی صاحب لاہوری قدس سرہٗ
۵۔ حضرت مولانا سید اصغر حسین صاحب دیوبندی رحمت اللہ علیہ
۶۔ حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمت اللہ علیہ
۷۔ حضرت مولانا اعزاز علی صاحب رحمت اللہ علیہ۔
۸۔ حضرت مولانا سید انور شاہ صاحب کشمیری رحمت اللہ علیہ
۹۔ حضرت مولانا بدر عالم صاحب نزیل مدینہ منورہ۔
۱۰۔ حضرت مولانا عبداللہ درخواستی صاحب دامت برکاتہم۔
۱۱۔ حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب دامت برکاتہم۔

تقسیم پنجاب کے بعد شیخوپورہ میں آکر جس مکان میں سکونت اختیار کی اس مکان میں مندرجہ ذیل ممتاز شخصیات نے قدم رنجہ فرماکر اس کو اور اس کے مکینوں کو گونہ شرف سے نوازا ۱۹۴۹ء میں حضرت اقدس شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ مولوی غلام رسول مرحوم جالندھری کی درخواست پر شیخوپورہ تشریف لائے اور اسی غریب خانہ پر تین روز قیام فرمایا۔ پھر اسی سال مجلس احرار اسلام کی کانفرنس کے موقع پر مجلس احرار کے راہنماؤں نے قدم رنجہ فرمایا۔ حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے ہم اہل خانہ کو خصوصی توجہات سے نوازا۔ اسی موقع پر قطب عالم حضرت اقدس شیخ التفسیرؒ بھی تشریف لائے اور علمی اور روحانی مجلسیں قائم کیں ۱۹۵۳ء میں ختم نبوت کانفرنس کے موقع پر جو حضرات تشریف لائے وہ بھی اسی غریب خانہ کی زینت رہے۔ حضرت درخواستی، قاری محمد سالم صاحب بن قاری محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند۔ اور دیگر علماء کرام وقتاً فوقتاً تشریف فرما ہوتے رہے یہ مکان اس لحاظ سے بہت بابرکت ہے۔

ماسٹر صاحب مرحوم کے معمولات

نصف شب کو بیدار ہوکر نوافل تہجد اور ذکر و فکر سے فارغ ہوکر عیدگاہ میں نماز فجر ادا کرنے کے لئے جانا۔ درس قرآن مجید سننے یا درس دینے کے بعد بالغان کو قرآن مجید کا ترجمہ پڑھانا۔ نماز اشراق سے فارغ ہوکر اپنے گھر آنا ناشتہ سے فارغ ہوکر عثمانیہ کالج کے طلبا کو دینی اور دنیاوی تعلیم دینا۔ دوپہر کے کھانے کے بعد قیلولہ کرنا۔ نماز ظہر کی ادائیگی کے بعد تصنیف و تالیف اور مضمون نویسی میں منہمک ہو جانا۔ نماز عصر تک اسی سلسلہ کا جاری رہنا۔ عصر کے بعد دلائل الخیرات اور حزب الاعظم کا وظیفہ پڑھنا نماز مغرب کے بعد نوافل اوابین کی ادائیگی۔ گھر کی ضروریات کے لئے مشورہ کرنا اور خود سودا سلف بازار سے خرید کر لانا۔ مسافروں اور سائلوں کی حسب استطاعت امداد کرنا۔ تین مسجدوں اور دو مدرسوں کی سرپرستی حساب کتاب کی پڑتال۔ مدرسہ ام المدارس برائے طالبات کے لئے مشوروں سے مستفیض کرنا۔ اور نماز عشاء کے

بعد جلد سو جانا۔ یہ تھے آپ کے روزانہ کے معمولات۔

امسال رمضان المبارک سے پہلے تپ محرقہ کی وجہ سے کافی نقاہت ہوگئی تھی۔ مگر رمضان المبارک کے پورے روزے رکھے۔ تراویح میں پورا قرآن مجید سنا۔ آخری عشرہ میں اعتکاف کی سنت ادا کی اور پانچ شب میں ۲۱ شب سے ۲۵ ویں شب تک پھر شبینہ کا انتظام کروایا اور چھ سیپارے روزانہ حفاظ کرام سے سُنے۔ کمزوری اور ضعیفی کے باعث ٹانگیں لڑکھڑاتی تھیں مگر قیام جاری رکھا۔ رمضان المبارک اور عید الفطر کے بعد بیماری بڑھتی ہی گئی۔ بالآخر وہ گھڑی آن پہنچی جس کا ذائقہ ہر نفس نے چکھنا ہے۔ شوال المکرم کی ۲۷ تاریخ کو جمعۃ المبارک کے روز ۹ بجے عزیز و اقارب کو پاس بلایا۔ کلمہ طیبہ کا ذکر کرنے کی تلقین کی۔ ساری مجلس ۲ گھنٹے تک بلند آواز سے کلمہ کا ذکر کرتی رہی۔ پہلے آپ کی آواز سنائی دیتی رہی۔ دھیرے دھیرے آواز بند ہوگئی مگر زبان کی حرکت بدستور جاری رہی، ۱۱ بجکر ۱۰ منٹ پر دونوں لبوں کو بند کیا جیسے محمد رسول اللہ کہتے وقت منہ کی کیفیت ہوتی ہے اور مسکراہٹ کے ساتھ جان جانِ آفرین کے سپرد کردی۔

انا للہ وانا الیہ راجعون۔

یہ عجیب اتفاق ہے کہ آپ کی وفات عین انہی خطوط پر ہوئی جن پر ان کے والد مرحوم حضرت حافظ محمد رمضان صاحب کی ہوئی تھی اس روز سے ٹھیک چالیس سال پیشتر، انہوں نے بھی ۲۷ شوال المکرم ۱۳۵۶ھ بروز جمعۃ المبارک ۲ گھنٹے تک کلمہ طیبہ کا ذکر کرتے ہوئے اس دنیا سے کوچ کیا تھا۔

خدا رحمت کند این عاشقانِ پاک طینت را

آپ کی رحلت کی خبر سارے شہر میں جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی اور سوگوار لوگوں کا تانتا بندھ گیا، جمعہ کے خطبہ میں خطیبوں نے حضرت مرحوم کو خراج عقیدت پیش کیا، اور جنازہ نماز عشاء کے بعد اٹھایا گیا۔ جنازہ کی چارپائی کے ساتھ لمبے لمبے بانس باندھے گئے اور ہزاروں افراد نے جن میں ہر مکتب فکر کے لوگ تھے اور اکثریت نمازی اور متقی انسانوں کی تھی کمپنی باغ شیخوپورہ میں نماز جنازہ ادا کی۔ مولانا امین الحق صاحب جنازہ میں شرکت کے لئے تشریف لائے مگر کمزوری اور بیماری کے سبب واپس دولت خانہ پر تشریف لے گئے جس کا انہیں افسوس رہا قاری محمد امین صاحب ڈسٹرکٹ خطیب نے امامت کرائی اور ۹ بجے انہیں عیدگاہ کے بالکل قریب سپرد خاک کر دیا گیا۔

اتوار کی شب جامعہ فاروقیہ کی طرف سے ایک تعزیتی اجلاس عین بازار میں منعقد کیا گیا جس میں قرار داد تعزیت پاس کی گئی قرارداد حسب ذیل ہے۔

جامعہ فاروقیہ شیخوپورہ کا یہ اجتماع رکن جامعہ ہذا ماسٹر عبدالرحمٰن صاحب لودھیانوی رحمتہ اللہ علیہ کی وفات پر دلی رنج و غم کا اظہار کرتا ہے۔ ماسٹر صاحب مرحوم کی ۴۰ سالہ دینی خدمات میں انجمن اہلسنت والجماعت شیخوپورہ کا قیام جامع عیدگاہ نیز مدرسہ عربیہ حنفیہ کا قیام ان کے قابل ذکر صدقات جاریہ ہیں۔ دور برطانیہ میں ملازم سرکار ہونے کے باوجود تعلیمی، سیاسی، سماجی اور استخلاص وطن کی جدوجہد اور بالآخر تحریک قادیانیت کے سلسلہ میں ان کی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔ دینی اور ملی موضوعات پر ماسٹر صاحب مرحوم کے عالمانہ مضامین کی ایک ہزار سے زائد اشاعت کے علاوہ ان کی مختلف تصانیف مسلمانوں کے لئے ہمیشہ مشعل راہ ثابت ہوں گی۔ جامعہ فاروقیہ کا قیام ان کی دلی آرزو تھی جو اللہ تعالیٰ نے ان کی زندگی میں مکمل فرما دی۔ ہم اراکین جامعہ خصوصاً اور مسلمانانِ شیخوپورہ عموماً ماسٹر صاحب مرحوم کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ انہیں اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ اور ہمیں ان کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے ان کے مشن کو جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اراکین جامعہ فاروقیہ۔ آمین!

اس قرارداد پر مولانا عبدالہادی صاحب مولانا محمد صدیق صاحب لدھیانوی اور مولانا محمد عالم صاحب مہتمم جامعہ نے تقریریں فرمائیں۔ اور فیصلہ کیا گیا کہ مرحوم کی یاد تازہ رکھنے کے لئے ایک لائبریری مسجد عیدگاہ کی ڈیوڑھی پر "رحمانیہ لائبریری" کے نام سے قائم کی جائے۔

اللّٰھم اغفرلہٗ واجعل قبرہٗ روضۃ من ریاض الجنۃ ۔ (آمین)

تعارف و تبصرہ

تبصرہ کے لیے کتاب کی دو جلدیں دفتر میں آنا ضروری ہیں۔ تبصرہ باری پہ ہوگا۔

مسنون اعمال :-

حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہ نے مختلف انداز سے دین متین کی جو بے پناہ خدمت کی اس پہ رشک آتا ہے۔ قدرت نے ان کے اوقات میں برکت عطا فرمائی اور وہ مشغول خدمت رہے "حکیم الامت" محض کسی عقیدت مند کی ارادت مندی کا ثمرہ نہیں بلکہ فی الحقیقت وہ "حکیم الامت" تھے اور کبھی کبھار خیال آتا ہے کہ یہ لفظ الہامی ہے۔ انھوں نے اصلاح احوال کی غرض سے واقعی ایک "حکیم" کا کردار ادا کیا اور بالخصوص اپنے قلم سے وہ ذخیرہ مرتب کر دیا جسے وقت نظر اور انقلاب دینی کی غرض سے پڑھنے والا یقیناً روحانی طور پر صحت مند ہو سکتا ہے۔

حضرت والا کے لاتعداد مواعظ، مقالات، رسائل اور کتابوں میں سے ایک زیر تبصرہ رسالہ ہے جس کا پورا نام "سال بھر کے مسنون اعمال" ہے۔ ٹائیٹل کے علاوہ ۶۴ صفحات کے اس رسالہ میں سال کے ہر مہینہ کے مسنون اعمال کا ذکر فرمانے کے ساتھ ساتھ مروجہ بدعات کا حکمت عملی اور خوش اسلوبی سے رد فرمایا ہے مناسبت کے اعتبار سے فضائل و مسائل کا ذکر ہے۔ مثلاً رمضان میں روزہ کے مسائل وغیرہ۔ ساتھ ہی بعض ایسی چیزوں کا اضافہ ہے جن کی فی زمانہ اشد ضرورت ہے۔ مثلاً مسائل عشر وغیرہ۔ قیمت محض دو روپے ہے ادارہ اسلامیات ۱۹۰ انارکلی لاہور سے دستیاب ہے۔ ہر وہ شخص جو اپنی زندگی میں دینی انقلاب کا خواہش مند ہے اسے یہ رسالہ ضرور مطالعہ کرنا چاہیے بلکہ بار بار۔

اسلام میں مشورہ کی اہمیت :-

قرآن کریم میں نبی اکرم علیہ السلام کے لیے اللہ کا حکم موجود ہے کہ "آپ اپنے رفقاء سے مشورہ کیا کریں"۔ اور دوسری جگہ قرآن نے مسلمانوں کی خوبیوں اور فضائل کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ ان لوگوں کے کام آپس میں باہمی مشورہ سے ہوتے ہیں۔ اسی طرح حدیث پاک میں حضور علیہ السلام نے مشورہ سمیت بعض چیزوں کا ذکر فرمایا اور فرمایا کہ ان کے ہوتے ہوئے تمہاری زندگی واقعی زندگی ہے۔

لیکن بدقسمتی سے آج ہماری زندگی سے اس قسم کی باتیں رخصت ہو رہی ہیں اور اگر کہیں تھوڑا بہت سلسلہ نظر آتا بھی ہے تو اسلامی تعلیمات سے ناواقفی کے سبب ٹھوکریں کھا کر "نیکی برباد گناہ لازم" والی صورت بن جاتی ہے۔

اللہ کی کروڑوں رحمتیں نازل ہوں دارالعلوم دیوبند کے سابق مہتمم حضرت مولانا حبیب الرحمٰن عثمانی اور دارالعلوم کے مفتی حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب قدس سرھما پر کہ ان حضرات نے اس مسئلہ پر قلم اٹھایا۔ اور مشورہ کی لغوی حیثیت شرعی اور عقلی اعتبار سے مشورہ کی حقیقت، اس کی غرض و غایت، فوائد کو ذکر فرمایا ہے اور اس سلسلہ میں قرآن کی آیات، احادیث میں آنے والے ارشادات، اسلاف امت کے اقوال، عقلا زمانہ کی باتیں نقل کر کے مسئلہ کو واضح کر دیا۔

نیز مشورہ کی اہلیت، اس ضمن میں فرائض و آداب اور دورِ صحابہ کی شوریٰ وغیرہ پر مفصل گفتگو کی۔ اور آخر میں استخارہ کا وضاحت سے ذکر کیا۔ جو اللہ تعالےٰ سے طلب مشورہ کا نام ہے۔

اس طرح یہ کتاب ایک اہم ترین مسئلہ میں ہر پہلو سے جامع نظر آتی ہے ادارہ اسلامیات ۱۹۰ انارکلی لاہور نے اس گوہر نایاب کی اشاعت کا اہتمام کر کے احسان کیا ہے۔

از مفتی محمد عبداللہ صاحب ملتان
مرسلہ مولانا ظفر احمد وانگہ

عشر کے احکام

سوال:۔ سبزی جو روز ہوتی ہے۔ کریلے، توری وغیرہ اس کا عشر کیسے دیں۔

جواب:۔ روزانہ حاصل شدہ سبزی کو وزن کرکے دسواں یا بیسواں حصہ محلہ کے فقراء پر تقسیم کردیا جائے۔ اگر مقدار قلیل ہو تو روزانہ وزن نوٹ کرلیا جائے۔ جب کچھ وزن ہو جائے تو فقراً پر تقسیم کردے۔

سوال:۔ کیا عشر زمیندار پر ہے یا مزارع پر۔ مزارع تو مزدور ہے۔ اس پر کیسے ہوا۔

جواب:۔ مزارع کو مزدور کہنا غلط ہے وہ حصہ دار ہے پیداوار میں شریک ہے۔ زمیندار اور مزارع اپنے اپنے حصہ کا عشر دسواں یا بیسواں حصہ نکالیں۔

سوال:۔ بادشاہ مسلمان ہے جو معاملہ آبیانہ لے رہا ہے وہی عشر ہے نہ اس کے علاوہ عشر دینا ہے۔

جواب:۔ آبیانہ تو پانی کا معاوضہ ہے اور اس کی ادائیگی پر شریعت نے بھی بجائے عشر کے بیسواں حصہ رکھا ہے جو آبیانہ دیا ہے وہ رقم عشر میں محسوب نہ ہوگی۔ کیونکہ انگریزی دورِ حکومت سے یہ مالیہ وصول کیا جاتا ہے، اس کے مصارف ہرگز عشر کے نہیں ہوتے اور نہ ہی آج کل ملک میں اسلامی قانون رائج ہے اور نہ ہی ہم یہ فتویٰ دے سکتے ہیں کہ مالیہ کی حقیر رقم کو عشر میں محسوب کیا جائے۔

سوال:۔ جوار برسیم وغیرہ جو بیلوں وغیرہ کے لئے بوئی جائے جانوروں کے چارہ کے لئے۔ کیا اس میں بھی عشر ہے اگر برسیم وغیرہ کی رقم لگائی جائے تو زمین والے کے پاس تو کھانے کو نہیں ہے رقم کہاں سے لاوے کہ جس سے عشر بھی ادا کرے اور معاملہ بھی۔

جواب:۔ جو گھاس اور چارہ وغیرہ کاٹیں اس کو تول کر یا اندازہ کرکے دسواں بیسواں حصہ فقراء کو دے دیں۔ فقراء کی بکریاں وغیرہ ہوتی ہیں، خواہ ان کو کھلائیں یا وہ بیچ لیں۔ زمیندار کو گھاس دینا مشکل نہیں اور عشر اسی واسطے پیداوار کا حصہ رکھا گیا ہے۔ اگر زمیندار پیسے دے تو دے سکتا ہے۔ یہ شریعت میں بحمدللہ تعالیٰ آسانی ہے۔

سوال:۔ کیا ہند و (پاک) کی زمین عشری ہیں یا خراجی۔

جواب:۔ اراضیات ہند و (پاک) بعض عشری ہیں بعض خراجی احتیاط اسی میں ہے کہ عشر نکالا جائے تاکہ برکت ہو۔ فتویٰ رشیدیہ صفحہ ۴۵۸

سوال:۔ کیا عشر میں بھی زکوٰۃ کی طرح کوئی نصاب ہے یا نہیں۔ کیا چار من سے بھی عشر نکالا جائے گا۔

جواب:۔ عشر میں کوئی نصاب نہیں ہے قلیل ہو یا کثیر ہر پیداوار سے عشر نکالا جائے گا۔ فتویٰ دارالعلوم صفحہ ۱۱۴

سوال:۔ ٹھیکہ والی زمین پر عشر کیا مالک پر ہے یا ٹھیکیدار پر۔

جواب:۔ جو پیداوار کا مالک ہے اسی پر عشر ہے۔ ٹھیکیدار کیونکہ پیداوار کا مالک ہے، اسی پر عشر ہے۔

سوال:۔ زمیندار سے زمین لے کر کاشتکار مزارع کھیتی کرتا ہے۔ تو عشر کس پر ہے مالک یا مزارع پر۔

جواب:۔ زمیندار اور مزارع اپنے اپنے حصہ کا عشر ادا کریں۔

سوال:۔ ہند و (پاک) کی زمینوں کا کیا حکم ہے۔ یہ عشری ہیں جو عشر دیں یا خراجی ہیں

جواب:۔ اس میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ عشر دینا احوط ہے۔ (اسی میں احتیاط ہے) (یہ مسائل فتویٰ دارالعلوم صفحہ ۱۴۵ سے لئے)

سوال:۔ جو غلہ کٹائی وغیرہ میں چلا جاتا ہے۔ یعنی کاٹنے بنانے والے مزدوروں کو دیا جاتا ہے۔ اس کے عشر کا کیا حکم ہے۔

جواب :- ہاں اس پر بھی عشر فرض ہے ۔ یہ مسئلے مفتی جمیل احمد صاحب تھانوی سے حاصل کئے گئے۔

سوال :- جو چارہ جانوروں کے لئے بویا جاتا ہے ۔ اس کا کیا حکم ہے ۔

جواب :- اس پر بھی عشر فرض ہے ۔ جیسا پانی ہوگا ویسا ہی عشر ہے ۔ ہاں بھوسہ ، توڑی وغیرہ پر عشر نہیں ۔

سوال :- کیا جو قرضدار ہے وہ بھی عشر دے یا زکوٰۃ کی طرح اس پر نہیں ہے ۔

جواب :- اس میں کوئی چیز وضع نہ ہوگی وہ زکوٰۃ کا مسئلہ ہے عشر کا نہیں ہے ۔

سوال :- کیا زکوٰۃ کی طرح عشر بھی فرض ہے یا واجب ۔

جواب :- جی ہاں فرض ہے ۔

سوال :- حضرت مفتی محمد عبداللہ صاحب کو ایک فتویٰ برنظر ثانی کے لئے لکھا گیا کہ بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ گھاس پر عشر نہیں ہے برسیم بھی تو گھاس ہے ۔ جو چارے کے لئے ہو ۔ تو حضرت نے جواب تحریر فرماتے ہیں ۔

جواب :- فتاویٰ شامیہ کی تفصیل کا مطالعہ کرنے سے یہ تحقیق معلوم ہوتی ہے کہ حشیش سے مراد عام گھاس اور چارے نہیں ۔ جو کہ بغیر کاشت کئے خود بخود اگ آتے ہیں ۔ کتب لغت میں اس کی یہی تفصیل ہے ۔ ایسے خود رو گھاس وغیرہ پر عشر نہیں ہے جو گھاس کہ بالقصد زمین میں کاشت کی جائے اور مقصد ہو کہ جانوروں کے چارے میں کام دے گی ۔ امام اعظمؒ کے نزدیک اس پر عشر فرض ہے ۔ اس گھاس کو رطاب کہتے ۔ (عالمگیری ج ۱ ص ۱۹۵)

بقیہ : احسن القصص

ہے کہ اگر آپ پیغمبر نہیں بلکہ پیغمبر ہونے والے ہیں تو اللہ نے اس تعبیر کا القا فرما دیا ہو یا وہ جو حضرت یوسف علیہ السلام نے تعبیر کے بارے میں فرمایا تھا کہ

ذالکما مما علمنی ربی

قرآن میں ایک علم تعبیر رؤیا کا ہے ۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ کو اس پر اس لیے اعتماد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جہاں اور علم سکھائے ہیں وہاں خوابوں کی تعبیر کا علم بھی سکھلایا ہے ۔ آپ نے فرمایا تم نے جو خواب دیکھا ہے اس کی تعبیر بتائی جا چکی ۔ بات ختم ہو گئی ۔

دعاء صحت

● خانپور سے آمدہ اطلاع کے مطابق شیخ طریقت ، امام سیاست حضرت مخدوم مولانا درخواستی امیر جمعیۃ علماء اسلام پاکستان علیل ہیں اور انہوں نے تمام دورے اور پروگرام منسوخ فرما دیے ہیں قارئین سے درخواست دعا ہے ۔ اللہ تعالیٰ حضرت والا کو ملت کی رہنمائی کے لیے صحت و عافیت عطا فرمائے اور ان کا سایہ ہما پایہ تا دیر قائم رہے ۔

● مولانا محمد اسمٰعیل قاسمی فاضل دیوبند (سیالکوٹ) دو ماہ سے علیل ہیں بزرگوں و دوستوں سے دعا صحت کی اپیل کی جاتی ہے ۔ (ادارہ)

دعاء مغفرت

اکوڑہ خٹک سے آمدہ اطلاع کے مطابق حضرت مولانا عبدالحق ایم ۔ این ۔ اے بانی و مہتمم دارالعلوم حقانیہ کی والدہ ماجدہ ۱۰ر دسمبر کو انتقال فرما گئیں ۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

مرحومہ کی عمر ۹۰ برس سے متجاوز تھی اور وہ اسلامی روایات کی امین و علمبردار تھیں ۔

یہ حادثہ بالخصوص حضرت مولانا عبدالحق کے لیے انتہائی صبر آزما ہے ۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائے اور پسماندگان و متعلقین کو صبر جمیل کی دولت سے نوازے ۔ ادارہ خدام الدین حضرت مولانا کا شریک غم ہے ۔ (ادارہ)

خدام الدین ملنے کا پتہ

شکارپور سندھ کے ہمارے ایجنٹ تراب علی سومرو شہید ہو گئے ۔ اب پرچہ عبدالباری شیخ کرن گیٹ نزد پولیس گھاٹ و مسجد حنفیہ سے حاصل کریں ۔ "ادارہ"

اسلام میں عورت کا مرتبہ

خلیل احمد لودھروی، کراچی

اسلام سے قبل تمام اقوام عالم میں عورت کو نہایت بے بسی و مظلومیت کے ساتھ زندگی بسر کرنی پڑتی تھی۔ اس کا درجہ جانوروں سے بھی بدتر سمجھا جاتا تھا اس کو بُرے بُرے ناموں سے پکارا جاتا تھا۔

احترام کی بجائے اس کے ساتھ ذلت آمیز اور ناروا سلوک برتا جاتا تھا۔ جانوروں کی طرح اس کی خرید و فروخت جاری تھی۔ عورتیں شوہر کے مرنے کے بعد ترکہ کی طرح ورثا میں تقسیم ہوتیں اور خود ہر قسم کی میراث سے محروم رہتی تھیں۔ لوگ ان کے مالوں کے مالک بن جاتے وہ کسی کے مال کی مالکہ نہ بن سکتیں تھیں۔ چنانچہ رومی سلطنت جو بہت بڑی سلطنت تھی اور مذہب عیسائیت کا مرکز تھی تہذیب و تمدن کے لحاظ سے خاص اہمیت کی حامل تھی۔ وہاں کی ایک بہت بڑی مذہبی جماعت کا فیصلہ تھا کہ "عورت ایک ناپاک حیوان ہے جس میں روح انسانی نہیں ہے۔ اس لئے اس کو عبادتوں میں شامل نہ کیا جائے"۔ انجیل مقدس کی تلاوت بھی عورتوں پر حرام کر دی گئی تھی (سچا دین۔ مصنفہ مولانا محمد ابراہیم ایم اے)

دوسرا فیصلہ یہ تھا کہ عورت کا منہ کتے اور اونٹ کی طرح باندھ دینا چاہیئے۔ تاکہ وہ ہنس نہ سکے کیونکہ وہ شیطان کا ایک جال ہے۔ چنانچہ کتاب مقدس میں بھی لکھا ہے "عورت موت سے زیادہ تلخ ہے"

اسلام سے قبل لوگوں میں چند عقائد اور خیالات بھی عورت کے بارے میں موجود تھے۔ کہ عورتیں مردوں کی طرح غیر فانی روح نہیں رکھتیں۔ عورتوں کو تعلیم دینا بھی جائز نہیں۔ عورتوں کی عبادت قبول نہیں ہوتی۔

بعض فرنگی حلقوں کا عقیدہ تھا کہ عورت کا شمار حیوانوں، اور شیطانوں میں ہے۔ وہ انسانی گروہ میں ہرگز داخل نہیں۔ انہیں فاسد خیالات اور عقائد کی بنا پر وہ عورتوں کو ہر قسم کی آزادی اور مذہبی معاملات سے دور رکھتے تھے۔ عورتوں کو نہ قومی معاملات میں حصہ لینا جائز ہوتا تھا اور نہ اصلاحی و علمی کاموں میں۔ بعض اقوام میں باپ کے لئے یہ بھی جائز تھا کہ وہ اپنی بیٹی کو فروخت کر دے۔ اگر شوہر اپنی بیوی کو قتل کر دیتا تو اس کو کسی قسم کی سزا نہ دی جاتی۔ عرب ممالک میں یہ رسم جاری تھی کہ بڑا بیٹا اپنے باپ کی بیوہ کو بیاہ لیتا تھا۔ قرض میں عورتوں اور بچوں کو رہن رکھا جاتا تھا ان کے عزور و افلاس کی وجہ سے ان میں رسم دختر کشی بھی جاری تھی۔ جنگ میں عورتوں کو قتل کیا جاتا تھا اور حاملہ عورت کے پیٹ کو چاک کر دیا جاتا تھا۔ اور اس پر فخر کیا جاتا۔ ہندوستان اور دوسرے مشرقی ممالک میں بھی عورت کی حالت ناگفتہ بہ تھی۔ غرضیکہ قبل از اسلام دنیا کے ہر گوشہ میں عورت ظلم کی چکی میں پس رہی تھی اس کے تمام حقوق سلب کئے جا چکے تھے اس کی زندگی آزادی اور عیش و تنعم کی زندگی نہیں تھی بلکہ افلاس و تنگدستی اور مظلومانہ زندگی تھی۔

تمام تہذیب یافتہ ممالک خصوصاً یورپی اقوام کے ہاں جنہیں اپنی تہذیب اور تمدن پر فخر تھا۔ عورت مظلومیت اور بے بسی کے عالم میں اپنی زندگی کے دن پورے کر رہی تھی

اب آیئے دیکھیں کہ اسلام نے عورت کو کیا درجہ دیا۔ اسلام نے عورت کو وہ تمام حقوق دیئے جو اس کی فطرت کے لئے ضروری اور مفید ہیں۔ لونڈی اور غلام کی طرح عورت مرد کی محکوم نہیں۔ عورت جائداد اور مال کی مالکہ بن سکتی ہے اور اپنے مال میں جس طرح چاہے تصرف کر سکتی ہے اسلام نے مرد کی طرح عورت کا بھی وراثت میں حصہ مقرر کیا۔ عورت کا مہر، نان و نفقہ۔ لباس و سکونت کی ذمہ داری سب مرد پر عائد کی۔ قرض لینے دینے میں عدالت میں مقدمہ دائر کرنے کا مرد کی طرح اس کو بھی اختیار دیا۔ عورت کے ادائیگی حقوق کے بارے میں مرد کو بہت تاکید اور وصیت کی گئی اس کے ساتھ حسن معاملہ اور نیک سلوک کا حکم دیا گیا چنانچہ قرآن کریم میں فرمایا گیا ہے۔ وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ ؕ ان کے ساتھ اچھے طریقے سے برتاؤ کرو۔

غرضیکہ اسلام نے عورت کو مظلومیت اور محکومیت سے نکالا تاکہ آزادی کی زندگی بسر کر سکے۔

اسلام نے احکام شرعیہ کا پابند مرد و عورت دونوں کو بنایا۔ مردوں کی طرح عورتوں کے لئے بھی جنت کی بشارت اور دوزخ کا کھٹکا ہے۔ قرآن پاک میں کئی مقامات پر بلا امتیاز مرد و عورت دونوں کو یکساں مخاطب فرمایا گیا ہے۔ بداعمالی پر سزا اور نیک اعمال پر اجر کا وعدہ فرمایا گیا ہے۔ مذہبی و قومی کاموں میں بھی عورت کو اسلام نے شرکت کی اجازت دی ہے۔ تاریخ اسلامی شاہد ہے کہ عورتیں مذہبی و قومی کاموں میں حصہ لیتی تھیں۔

چنانچہ عورتیں جہاد میں بھی شریک ہوئی ہیں۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو مال غنیمت میں سے حصہ بھی عطا فرمایا ہے۔ جنگ میں پانی پلانا کھانا پہنچانا زخمیوں کی مرہم پٹی کرنا وغیرہ کام انہوں نے سر انجام دیئے ہیں بعض عورتوں نے تو شمشیر زنی بھی کی ہے۔ تعلیم دین اور تبلیغ دین میں انہوں نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا ہے امہات المومنین رضوان اللہ علیہن نے جو تبلیغ دین کا کام کیا ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں ہے۔ چنانچہ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بہت بڑی عالمہ تھیں آپ سے ہزاروں طلبہ علم حدیث نے روایات اخذ کیں صحابہ کرامؓ مشکل مسائل میں آپ کی طرف رجوع کیا کرتے تھے اور آپ سے پوچھا کرتے تھے۔ مسائل فقہیہ کا ایک بڑا حصہ آپ کے واسطہ سے ہمارے پاس پہنچا ہے۔ ام المومنین حضرت عائشہؓ کو علم حدیث و تفسیر قرآن اور علم فقہ کے علاوہ علم ادب و شاعری اور علم طب میں بھی کافی دسترس حاصل تھی۔

موجودہ دور میں اعتراض کیا جاتا ہے کہ اسلام نے عورت کو پردہ کی زنجیروں میں جکڑ کر رکھ دیا ہے اس کو ملکی و سیاسی اور دیگر انتظامات میں دخل کی اجازت نہیں دیتا۔ یہ عدل اور آزادی کے خلاف ہے۔ لیکن یہ اعتراض از سر تا پا لغو ہے کیونکہ عورت کی عفت و عصمت اسلام کی نظر میں بہت قیمتی شے ہے اور وہ اس کی عزت کو محفوظ رکھنا چاہتا ہے اور یہ صرف اسی وقت ہو سکتا ہے جب کہ عورت پردہ میں رہے۔

آج ہم دیکھتے ہیں کہ دنیا میں جو قومیں مہذب ہونے کی دعویدار اور بے پردگی کی داعی اور اس پر عمل پیرا ہیں ان میں عورت کی عزت و عصمت محفوظ نہیں کھلم کھلا عورت کی عزت لوٹی جاتی ہے۔ شریف عورتوں کے لئے زندگی گذارنا مشکل ہو گیا ہے۔ ایسی آزادی جس میں عورت کی نہ عزت محفوظ ہو نہ عفت نہ مذہب کی پابندی ہو نہ اصول کی۔ نہ شرم ہو نہ حیا یقیناً ایسی آزادی پسند نہیں کرتا بلکہ اس کو سختی کے ساتھ روکتا ہے۔ ان سب بدکاریوں اور خرابیوں سے بچنے کے لئے اسلام نے بہترین علاج بتلایا کہ عورت گھر کے اندر رہے گھر سے باہر بغیر پردہ کے نہ جائے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ۔ اور تم اپنے گھروں میں قرار سے رہو اور مت پھرو جاہلیت کا پھرنا۔ اس آیت میں اگرچہ خطاب ازواج مطہرات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے، لیکن اس حکم میں سب مسلمان عورتیں داخل ہیں جیسا کہ علماء مفسرین نے تصریح کی ہے۔ بعض چیزوں میں اللہ تعالیٰ نے مرد عورت پر فوقیت دی۔

جب طلاق و نکاح اور نظام ملکی چلانا وغیرہ اس لئے کہ مرد میں بہ نسبت عورت تدبر اور فہم اور صبر زیادہ ہے اسی وجہ سے اس پر اہل و عیال کا نفقہ واجب ہے کیونکہ مرد میں معاش حاصل کرنے اور اہل و عیال کی حفاظت کرنے کی قوت عورت کے مقابلہ میں زیادہ ہوتی ہے۔ اور یہ فوقیت جو اسلام نے مرد کو دی فطرت کے عین مطابق ہے غرضیکہ عورت جو مظلومانہ زندگی بسر کر رہی تھی۔ اسلام نے اسے آزادی کی زندگی بسر کرنے اور عزت کی زندگی گذارنے کے لئے گھر میں رہنے کی تلقین کی۔ اور اسے کھویا ہوا مرتبہ واپس دلایا۔

یہ بات کسی منصف مزاج سے پوشیدہ نہیں ہے کہ اسلام نے عورت کو جو مقام اور مرتبہ دیا وہ دنیا کے کسی مذہب نے نہیں دیا عورت اسلام میں رہ کر آزادانہ اور باعزت زندگی بسر کر سکتی ہے۔ دنیا کی مہذب اقوام جتنی عورت کو اس کے حقوق دینے کے بارے میں کوشش کریں اور آئین بنائیں۔ اسلام کی ہمسری قطعاً نہیں کر سکتیں۔

اسلام سیاسی مذہب ہے

ماسٹر عبد الرحمٰن مرحوم لدھیانوی شیخوپورہ

پہلی افسوسناک فروگذاشت

انتہائی بدقسمتی اور تیرہ بختی یہ ہے کہ عرصہ سے چند خود غرض، شکم پرست، غلامانہ ذہنیت رکھنے والے اور حقیقت اسلام سے بے بہرہ لوگوں نے مسلمانوں کے یہ بات ذہن نشین کر دی ہے کہ مذہب اور سیاست دو علیحدہ چیزیں ہیں اور سیاست کو مذہب سے کوئی تعلق نہیں۔ مذہب کچھ اور شے ہے اور سیاست اور شے!

سیاسی تفوق و برتری کے حصول پر کوئی دینی یا دنیوی ترقی منحصر ہیں وہ سیاسی حقوق اور بیداری حاصل کئے بغیر زندہ رہ سکتے ہیں۔ دنیاوی وجاہت و حشمت، عزّو شرف اور مال و دولت کوئی چیز نہیں بلکہ اللہ نے جو عزت اسلامی دولت کی وجہ سے کافروں کے مقابلہ میں دی ہے وہی بس ہے۔

حکومت و سلطنت کے حصول کے لئے خدا کی طرف سے کوئی شرط و قید نہیں بلکہ وہ جس کو چاہتا ہے بلا استحقاق اپنے فضل و کرم سے ایک سے چھین کر دوسرے کو بادشاہی دیتا ہے مگر مسلمانوں کو دنیاوی بادشاہی کی ضرورت ہی نہیں جب خدا ہی کو منظور ہوگا تو وہ ان کو تخت حکومت پر بٹھا دے گا۔ ان الارض یرثھا عبادی الصالحون ٥ تو صرف تلاوت (ترجمہ) آخر زمین پر میرے نیک بندے مالک ہوں گے (سورۃ ۲۱ آیت ۱۰۶) کے لئے ہے وورثہ وراثت ارض کوئی چیز نہیں۔ دنیوی ترقی، علوم و فنون صنعت و تجارت اور سائنس و ایجاد تو قابل ترک نجاستیں اور دنیا کی آلائشیں ہیں۔ ہر مسلم و غیر مسلم بادشاہ (اولی الامر) ہے جس کی اطاعت فرض ہے اور اگر ضرورت پڑے تو اسلامی سلطنتوں کے پرخچے اڑانے اور ان کی آزادی سلب کرنے، ان کے اقتدار کا گلا گھونٹنے، مسلمانوں کے سینوں میں گولیاں اتار دینے، اور خدا و رسول کے احکامات کو بالائے طاق رکھ دینے، اور جہاد کی آئتیں منسوخ کر دینے میں مدد دینا، باطل کی قوتوں کو مضبوط کرنا اور بادشاہِ وقت کو اپنے جان و مال سے مدد دینا عین مسلمانی بلکہ قطبیت اور پیری ہے۔

۲- دوسری گمراہی یہ کہ دین، دنیا سے علیحدہ ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ تدبیر، ارادہ اور جد و جہد فضول و عبث ہے۔ دنیا اور اس کی نعمتیں اور اس کا عیش و آرام سب کچھ کافروں کے لئے ہے کیونکہ آخرت میں ان کو دوزخ ملے گی۔ مسلمانوں کے لئے تو صرف غلامی، محکومی، ذلت و خواری، تملق و چاپلوسی اور گداگری کافی ہے۔ انہیں تو صرف وعدۂ حور ہی پر قانع رہنا چاہئے اسلام خدائی مذہب ہے لہذا وہ اپنے دین کی خود مدد کریگا۔ آزادی کا حصول کوئی اہم چیز نہیں ہے۔ انہیں غلامی پر ہی قناعت کرنی چاہیئے۔ سیاسیات سے مسلمانوں کو علیحدہ رہنا چاہیئے۔ اسی میں ان کی بہتری اور توکل کا مفہوم ہے۔

۳- تیسری گمراہی : زندگی جہد للحیات کا نام نہیں۔ کشمکش حیات بے کار ہے۔ مادی ساز و سامان اور طاقت و قوت ہیچ ہے۔ بادشاہی کا قیام ضروری نہیں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر، مسلمانوں کا فرض نہیں مسلمانوں کا وجود دنیا کے لئے امن و سلامتی کا موجب نہیں اور خدا کے قوانین کے اجرا کے لئے مادی طاقت و قوت کا مظاہرہ لازمی نہیں ہے صرف روحانی طاقت کافی ہے۔

حالانکہ اسلام کی تعلیم صاف اور روشن ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ ان مفاسد کی بیخ کنی کرتا ہے۔ صراطِ مستقیم اور عروج و ارتقا کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔ معلوم ہونا چاہیئے جب کوئی قوم بگڑتی ہے تو پہلے اس کے رہنما بگڑتے ہیں سو یہ ساری خرابیاں علما

سے پیدا ہوئیں۔ ان گمراہیوں اور بربادیوں کا محور صرف ایک ہی خیال ہے یعنی مذہب وسیاست کی علیحدگی۔ اس لئے لازمی طور پہ یہ ماننا پڑے گا کہ اسلام ایک سیاسی مذہب ہے

مسلمانوں سے وعدۂ خلافت

ا۔ وعد اللہ الذین اٰمنوا منکم وعملوا الصالحات یستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم سورہ نور ۲۴۔ آیت ۵۵

اللہ نے وعدہ کیا جس طرح زمین میں ہم نے دوسرے لوگوں کو حکمران بنایا تھا اسی طرح تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور اعمال صالحہ بجالائے ان کو زمین کی حکمرانی عطا کی جائیگی کیا زمین کی بادشاہت بغیر جدّ و جہد اور سیاسیات میں حصہ لئے بغیر ہی محض روحانی قوت سے حاصل ہو سکتی ہے ؟ اگر یہ مان لیا جائے کہ مسلمان مادی اسباب سے مستغنی ہیں ان کیلئے سیاسی تفوق اور برتری لازمی نہیں۔ صرف گوشہ نشینی کا نام اسلام ہے تو ایسی صورت میں یہ وعدۂ خداوندی نعوذ باللہ، لغو اور جھوٹا ہو جاتا ہے حالانکہ ایسا اعتقاد کوئی مسلمان نہیں کر سکتا۔ پس اسی سے ثابت ہوا کہ مذہبی اور سیاسی زندگی میں کوئی فرق نہیں ہے۔ مذہب و سیاست لازم و ملزوم ہیں۔

مسلمانوں کا مقصدِ حیات

ارشادِ باری ہے وانتم الاعلون ان کنتم مؤمنین۔ سورہ اٰل عمران ۳۔ آیت ۱۳۹

ترجمہ:۔ اے مسلمانو! دین و دنیا میں تم ہی سرفراز ہو گے۔ اگر مومن بن جاؤ۔

ظاہر ہے کہ آج دنیا میں کوئی قوم سرفراز نہیں ہو سکتی، جب تک کہ سیاسی قوت نہ رکھے۔ جو قوم آج بلیش ورلیش مادی سامان نہیں رکھتی وہ طاقتور قوموں کے مقابلے میں اپنی قومی ہستی برقرار نہیں رکھ سکتی۔ پس لازم ہوا کہ مادی اسباب اور سیاسی قوت کا حصول بھی از بس ضروری ہے اس دنیا میں مسلمان کا مقصدِ وحید یہ بتلایا ہے کہ وہ 'اعلون' بن کر رہیں نہ کہ غلام اور محکوم ہو کر۔

اسلام دین بھی دیتا ہے اور دنیا بھی دیتا ہے

ہمیں باری تعالےٰ دعا سکھاتا ہے ربنا اٰتنا فی الدنیا حسنۃً وفی الاٰخرۃ حسنۃ سورہ البقرۃ ۲ آیت ۲۰۰ (ترجمہ) اے ہمارے پروردگار! ہمیں دین و دنیا میں بھلائی اور کرامت و بزرگی عطا فرما۔ اس سے معلوم ہوا کہ دینی اور دنیوی ترقی اسلام کا منشاء ہے۔

اسلام کے سیاسی مذہب ہونے کے دلائل قرآن کریم میں

جہاں جہاں خلیفہ کا لفظ استعمال کیا اور بنی نوعِ انسان کی خلافت کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس کے ساتھ 'الارض' کا لفظ بھی ضرور آیا ہے جس سے مراد زمین میں خلافت الٰہیہ کا قیام ہے۔

(ب) اور خلیفہ سے مراد حکمران ہے۔ آیت:۔ انی جاعل فی الارض خلیفۃ۔ سورۃ بقرہ ۲۔ آیت ۲۹۔ اس میں بنی آدم کی عام خلافت کا ذکر ہے مگر ایک جگہ خاص مسلمانوں کو خطاب کیا ہے۔ وھو الذی جعلکم خلائف فی الارض۔ سورہ انعام ۶۔ آیت ۱۶۶

اس آیت میں عام خلافت کی تخصیص ہے یعنی مسلمانو! ہم نے تمہاری قوم کو حکمران قوم بنایا ہے اور دوسری قومیں تمہاری محکوم ہیں۔ اگر خلافتِ ارض کے لئے صرف روحانی قوت ہی کی ضرورت ہوتی اور اسلام کا مقصود مسلمانوں کیلئے سیاسی تفوق و برتری لازم نہ ہوتی تو زمین میں بجائے انسانوں کے فرشتے حکمران نظر آتے اور کسی انسان کو بھی شروع سے آخر تک بادشاہی میسّر نہ آسکتی۔ اگر اسے مادی دنیا میں رہتے ہوئے عالم سفلی سے تعلق رکھنا خدائی قانون کا قوت ملکی سے قیام و بقا، اور زمینی بادشاہت کا حصول اسلامی تعلیم کا منشا نہیں تو پھر فرشتوں کی موجودگی میں ان درندوں کی ضرورت ہی کیا تھی ؟ پھر تو فرشتوں کا اعتراض آدم کی خلافت پر صحیح ثابت ہوگا۔

تمکن فی الارض کا حصول مسلمانوں کے لئے لازمی ہے

مذکورہ بالا تین آیتوں سے یہ بات اچھی طرح ذہن نشین ہو جاتی ہے کہ منشائے الٰہی اس دنیا میں یہی ہے کہ مسلمانوں کو منصب خلافت عطا کیا جائے۔ دینی و دنیاوی وجاہت و ثروت، قوت استیلا اور ان اسباب کا ان کے قبضہ و اختیار میں رہنا لازمی ہے جو دوسری قوموں کو ہدایت پر رکھ سکے اور قرآنی اصطلاح میں فساد فی الارض کا مرتکب نہ ہونے دے۔

(باقی صٰ۳۲ پر)

نتیجہ امتحان سالانہ وفاق المدارس العربیہ پاکستان ملتان ۱۳۹۶ھ

کل نمبر ۶۰۰ ● کامیاب درجہ علیا ۳۶۰ یا اس سے زائد ● کامیاب درجہ وسطیٰ ۳۰۰ یا اس سے زائد ● کامیاب درجہ ادنیٰ ۲۴۰ یا اس سے زائد

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم ۔ اس سال وفاق المدارس العربیہ پاکستان سے ملحق سترہ مدارس فوقانیہ کے ۲۵۲ طلباء نے سالانہ امتحان دورہ حدیث شریف منعقدہ شعبان ۱۳۹۶ھ میں شرکت کی جن میں سے ۲ طلباء نے جامع ترمذی کا ضمنی امتحان دے کر کامیابی حاصل کر لی۔

باقی ۲۵۰ طلبا نے پوری دس کتب حدیث کا امتحان دیا۔ ان میں سے ۷۵ طلبہ درجہ علیا میں ۱۱۰ طلبہ درجہ وسطیٰ میں، اور ۶۰ طلبہ درجہ ادنیٰ میں کامیاب ہوئے اور ۳۱ طلبہ اگرچہ مجموعی طور پر کامیاب ہیں مگر ۲۸ طلبہ کو صحیح بخاری اور ۳ طلبہ کو جامع ترمذی کا امتحان آئندہ سال پاس کرنے کے بعد سند فراغت دی جائے گی ۴۵ طلبہ امتحان میں ناکام ہوئے ۵ طلبہ کا نتیجہ موقوف ہے۔ مجموعی نتیجہ ۸۶ ٪ رہا۔

مدرسہ عربیہ نیوٹاؤن کراچی ۵ کے طالب علم مولوی ہارون ولد اسماعیل افریقی رول نمبر ۱۶۴ نے ۶۰۰ میں سے ۴۹۶ نمبر حاصل کر کے اول نمبر کامیاب ہوئے۔

جامعہ فاروقیہ کراچی ۲۵ کے طالب علم مولوی محمد انور ولد نادر علی ہزاروی رول نمبر ۱۹۴ نے ۴۹۴ نمبر حاصل کر کے دوم نمبر اور مدرسہ دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے طالب علم مولوی محمد یوسف ولد رحمت اللہ رول نمبر ۹۵ نے ۴۷۹ نمبر حاصل کر کے سوم نمبر کامیاب ہوئے۔

ادارہ ان ہونہار نوجوانوں اور اہل مدارس کو اس شاندار کامیابی پر مبارکباد پیش کرتا ہے۔

ناظم اعلیٰ وفاق المدارس العربیہ پاکستان، ملتان

نمبر شمار	نام مدرسہ	تعداد طلبہ	کامیاب: درجہ علیا	کامیاب: درجہ وسطیٰ	کامیاب: درجہ ادنیٰ	ضمنی بخاری	ضمنی ترمذی	ناکام	نتیجہ فی صد
۱	دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک	۱۱۱	۲۳	۳۶	۳۰	۳	۲	۱۷	۸۴٫۷ ٪
۲	دار العلوم سرحد پشاور	۲۵	۴	۶	۱۰	۱	۱	۳	۴۴ ″
۳	اشاعت القرآن حضرو	۲	۰	۰	۱	۰	۰	۱	۵۰ ″
۴	حمایت الاسلام غلجی کنڈر خیل	۳	۰	۰	۰	۱	۰	۲	۳۳ ″
۵	مدرسہ عربیہ اسلامیہ کراچی ۵	۲۸	۱۳	۷	۷	۰	۰	۱	۹۶٫۵ ″
۶	مظہر العلوم کراچی ۲	۷	۱	۱	۴	۰	۰	۱	۸۵٫۷ ″
۷	جامعہ فاروقیہ کراچی ۲۵	۲۵	۹	۹	۴	۱	۰	۲	۹۲ ″
۸	انجمن تعلیم القرآن کوہاٹ	۹	۲	۳	۱	۰	۰	۳	۶۶٫۷ ″
۹	قاسم العلوم ملتان	۵۷	۱۸	۱۹	۵	۱۳	۰	۲	۹۶

۱۰	دارالعلوم کبیر والا	۵	۱	۳	۱	۰	۰	۰	۱۰۰	%
۱۱	جامعہ رشیدیہ ساہیوال	۳	۰	۱	۰	۱	۰	۱	۶۶٬۶۶	"
۱۲	قاسم العلوم فقیر والی	۳	۰	۰	۰	۰	۰	۳	۰۰	"
۱۳	دارالعلوم ربانیہ بستی ریاض المسلمین	۴	۰	۰	۱	۱	۰	۲	۵۰	"
۱۴	دارالعلوم نعمانیہ اتمانزئی	۱۷	۱	۲	۱۰	۱	۰	۳	۸۲٬۴۳	"
۱۵	خیرالمدارس ملتان	۳۳	۳	۱۱	۱۰	۵	۰	۴	۸۸	"
۱۶	باب العلوم کہروڑ پکا	۱۵	۰	۱۲	۲	۱	۰	۰	۱۰۰	"
۱۷	سراج العلوم سرگودھا	۵	۰	۰	۰	۰	۰	۵	۰۰	"

دارالعلوم حقانیہ، اکوڑہ خٹک

رولنمبر	نام طالب علم	ولدیت	نمبر حاصلکردہ	درجہ
۱	امین الحق	فضل حق	۳۱۹	وسطی
۲	اورنگ زیب	خوشحال سید	۲۹۲	ادنی
۳	احمد دین	غلام محی الدین	۳۱۶	وسطی
۴	انوارالحق	بصیرالحق	۲۵۰	ادنی
۵	امیر گل	محمد کریم	۳۸۸	علیا
۶	بادشاہ خان	نور کریم خان	۳۱۸	وسطی
۷	احسان اللہ	مدد داد اللہ	۲۳۶	ضمنی بخاری
۸	حسین احمد	امیر محی الدین شاہ	۳۲۷	ضمنی ترمذی
۹	حاجی محمد	سردار علی خان	۴۲۱	علیا
۱۰	حبیب اللہ	عبدالسلام	۴۱۲	"
۱۱	حبیب الرحمان	غلام صدیق	۳۴۲	وسطی
۱۲	حنیف اللہ	قاضی حمد اللہ	۳۱۷	"
۱۳	خلیل الرحمن	تخت جان	۲۹۱	ادنی
۱۴	خان بہادر	سید حسن جان	۳۱۷	وسطی
۱۵	خیر الرحمان	عبدالرحمان	۴۴۷	علیا
۱۶	روح الحق	خادم الحق	۳۷۵	"
۱۷	زبر جان	گلا جان	۲۹۹	ادنی
۱۸	سخی جان	سید عالم	۳۶۶	علیا
۲۰	سلطان محمد	شیر محمد	۲۶۹	ادنی
۲۱	سید محمد	کوہٹے خان	۳۷۳	علیا
۲۲	سیف الرحمان	صالح خان	۲۲۹	ادنے
۲۳	سعید الدین	ابوسعید	۳۵۵	وسطے
۲۴	سیف الدین	جلال الدین	۳۰۶	"
۲۶	شراف الدین	شیر محمد	۲۸۹	ادنی
۲۸	شبیر محمد	محبت خان	۳۳۳	وسطی
۲۹	شاہ میران	سلطان خان	۳۲۴	"
۳۰	ضیاء الدین	تاج الدین	۲۶۰	ادنی
۳۱	عبدالعزیز	محمد عالم	۳۶۷	علیا
۳۲	عزیز اللہ	جلاد خان	۳۴۱	وسطی
۳۳	عبدالستار	گل جنان	۲۸۴	ادنی
۳۵	عبدالمتین	غلام حیدر	۴۴۳	علیا
۳۶	عبدالغنی	عبید اللہ	۳۸۷	"
۳۷	عبدالظاہر	نظر محمد	۳۵۹	وسطی
۳۸	عبدالرحیم	عبدالحق	۲۸۶	ادنی
۳۹	عبدالخالق	فیض اللہ	۳۰۲	وسطی
۴۰	عظیم گل	اصغر خان	۳۹۷	علیا
۴۱	عبیداللہ	فیض اللہ	۴۴۵	"
۴۲	عبدالرحمان	حکیم بخت زنور شیخ	۲۸۰	ادنی
۴۳	عبداللہ	عبدالرحمان	۳۹۵	ضمنی ترمذی
۴۴	عبدالحلیم	محمد جان	۳۴۱	وسطی
۴۵	عبدالحکیم الکبری	مولوی کمال الدین	۴۰۳	علیا
۴۶	عبدالرزاق	یاسین	۳۸۴	"
۴۷	عبدالصمد	مولوی محمد علی	۳۵۸	وسطی
۴۸	عبدالباقی	مولانا محمد جان	۳۷۶	علیا
۴۹	عبدالمنان	محمد یعقوب	۳۹۳	"
۵۱	عبدالمنان	امین اللہ	۳۰۶	وسطی
۵۲	عتیق الرحمان	قاضی فضل خالق	۲۷۵	ضمنی بخاری
۵۳	عزیز الرحیم	فتح الرحیم	۲۴۰	"

رول نمبر	نام طالب علم	ولدیت	حاصلکردہ نمبر	درجہ
۵۴	عبداللطیف	خان بہادر	۳۴۳	وسطیٰ
۵۵	غلام رسول	محمد رمضان	۳۳۴	″
۵۶	غلام محمد	دوست محمد	۳۳۹	″
۵۷	غلام مصطفےٰ	محمد صدیق	۲۸۲	ادنیٰ
۵۸	فیض اللہ	محمد جان	۳۴۱	وسطیٰ
۵۹	فضل منان	فضل خالق	۳۳۷	″
۶۰	فضل احسان	عبدالحمید	۳۴۶	″
۶۱	قطب الدین	غلام طاہر	۳۶۵	علیا
۶۲	کمال خان	نجیم خان	۳۳۶	وسطیٰ
۶۳	گل عظیم	شاہ خان	۲۵۲	ادنیٰ
۶۴	محمد شاہ	عبدالقادر	۳۶۵	علیا
۶۶	میر عبدالحکیم	میر عبدالقیوم	۳۱۱	وسطیٰ
۶۹	محمد علی	رحیم داد خاں	۳۲۳	″
۷۰	محمد سعید	عبدالرحمان	۳۱۴	″
۷۱	محمد انور شاہ	گل بادشاہ	۲۸۴	ادنیٰ
۷۲	محمود الحسن عرف امو جان	عبداللہ جان	۳۴۰	وسطیٰ
۷۳	محمد برات	بہادر	۳۳۲	″
۷۴	محمد نور	گل محمد	۴۵۰	علیا
۷۵	محمد خان	مراد خان	۳۶۴	″
۷۶	محمد قاسم	محمد زقوم	۳۱۵	وسطیٰ
۷۸	محمد زمان	گل محمد	۲۸۷	ادنیٰ
۷۹	میر عالم خان	علی بت خان	۳۵۱	وسطیٰ
۸۰	محمد زرین شاہ	عمل شاہ	۳۵۳	″
۸۱	محمد شاہ	گل ضمیر شاہ	۲۶۲	ادنیٰ
۸۲	محمد شاہ	قلندر شاہ	۳۷۵	علیا
۸۵	محمد کفایت اللہ شاہ	سید حبیب اللہ شاہ	۲۸۹	ادنیٰ
۸۶	محمد دین	گل شاہ دین	۳۳۰	وسطیٰ
۸۷	محمد بشیر	عبداللہ	۳۳۷	″
۸۸	محمد جنید شاہ	محمد حسن شاہ	۳۸۶	علیا
۸۹	مصباح اللہ	کریم اللہ	۳۳۰	وسطیٰ
۹۰	محمد رفیق	اسلم خان	۲۴۵	ادنیٰ
۹۲	محمد سعید	محمد حازم	۳۱۳	وسطیٰ
۹۳	محمد قیوم	رحمت اللہ	۲۹۶	ادنیٰ
۹۵	محمد یوسف	رحمت اللہ	۴۷۹	علیا سوم
۹۶	نور الحق	سید فضل کریم	۳۲۳	وسطیٰ
۹۷	نظر محمد	حبیب اللہ	۲۹۷	ادنیٰ
۹۸	نور عاقت خاں	دریشمین	۲۷۳	″
۹۹	نیک بہادر	میر سیدان	۲۹۸	″
۱۰۰	نور الحق	ساون	۲۶۶	″
۱۰۱	ہیبت اللہ	محمد صدیق	۲۶۵	″
۱۰۲	الطاف الرحمان	گل محمد خان	۲۸۴	″
۱۰۳	باغ دراز	میر اکبر خاں	۲۴۵	″
۱۰۴	محمد یوسف	حاجی عبداللہ جی	۲۶۲	″
۱۰۸	معز اللہ	جان محمد	۲۸۵	ادنیٰ
۱۰۹	حیات اللہ	نصر اللہ	۲۹۰	″
۱۱۱	حکمت اللہ	لعل میر	۵۰	کامیاب

دار العلوم سرحد پشاور

رول نمبر	نام طالب علم	ولدیت	حاصلکردہ نمبر	درجہ
۱۱۴	عنایت اللہ	مولوی بسم اللہ	۲۹۸	ادنیٰ
۱۱۶	حبیب اللہ	عبدالواحد	۲۹۲	″
۱۱۷	فضل منان	کنعان شاہ	۳۱۷	وسطیٰ
۱۱۸	عبدالکریم شاہ	ابراہیم شاہ	۲۹۲	ادنیٰ
۱۱۹	نور محمد	سرباز	۳۶۱	علیا
۱۲۰	اسد اللہ	محمد ہاشم	۳۰۳	وسطیٰ
۱۲۲	لطیف اللہ	کریم اللہ	۳۰۵	″
۱۲۳	فیاض الرحمان	محمد دین	۴۲۴	علیا
۱۲۴	فضل سبحان	عبدالحی	۳۶۶	″
۱۲۵	عبدالرحمان	عبدالقہار	۲۴۴	ضمنی بخاری
۱۲۶	عبدالرحمان	حضرت شریف	۲۷۲	ادنیٰ
۱۲۷	حبیب الرحمٰن	مولوی بزرگ	۴۰۱	علیا
۱۲۸	محمد رسول	محمد ایوب	۲۷۵	ادنیٰ
۱۲۹	غلام شفیع	غلام حبیب	۲۸۳	″
۱۳۰	غلام مصطفیٰ	شیر احمد	۳۴۳	وسطیٰ
۱۳۱	سید نور علی شاہ	سید محمد جمال شاہ	۳۴۳	″
۱۳۲	عبدالحق	عبدالصمد	۲۷۴	ادنیٰ

رول نمبر	نام طالب علم	ولدیت	حاصل کردہ نمبر	درجہ
۱۳۳	شریف شاہ	گل سعید شاہ	۳۵۷	وسطی
۱۳۴	محمد یوسف	میر زہ من شاہ	۲۴۰	ادنیٰ
۱۳۵	سلطان بادشاہ	سلطان مراد	۲۵۲	ضمنی ترمذی
۱۳۶	عبدالقدیم خاں	شیر خان	۲۰۳	ادنیٰ
۱۳۷	فضل الرحمان	علم خاں	۲۷۹	〃

اشاعت القرآن نخرو

رول نمبر	نام طالب علم	ولدیت	حاصل کردہ نمبر	درجہ
۱۳۸	فضل حق	عبدالرحمٰن	۲۵۳	ادنیٰ

حمایت الاسلام خلجی کنڈر خیل

رول نمبر	نام طالب علم	ولدیت	حاصل کردہ نمبر	درجہ
۱۴۲	عبدالرحیم	غلام حبیب	۲۵۸	ضمنی ترمذی

مدرسہ عربیہ اسلامیہ نیوٹاؤن کراچی ۵

رول نمبر	نام طالب علم	ولدیت	حاصل کردہ نمبر	درجہ
۱۴۶	ولی محمد	عطا محمد	۳۱۹	وسطی
۱۴۷	طالب حسین	غلام مصطفیٰ	۲۸۶	ادنیٰ
۱۴۸	عبدالقیوم	عبدالمنان	۳۵۴	وسطی
۱۴۹	غلام قادر	محمد یعقوب	۳۷۰	علیا
۱۵۰	مشتاق احمد	خدا بخش	۴۱۷	〃
۱۵۱	عبدالہادی	محمد ابراہیم	۳۹۷	〃
۱۵۲	عبدالغفار	غلام جیلانی	۳۲۳	وسطی
۱۵۳	احمد جان	رحیم اللہ	۴۳۱	علیا
۱۵۴	ضیاء اللہ	نور الحق	۴۱۹	〃
۱۵۵	حمد اللہ	حضرت گل	۲۵۰	ادنیٰ
۱۵۶	خدا بخش	محمد یوسف	۲۵۸	〃
۱۵۷	محمد حنیف	جمال الدین	۴۱۶	علیا
۱۵۸	سعید احمد	نذیر احمد	۳۹۱	〃
۱۵۹	محمد ولی	حضرت ولی	۴۵۹	〃
۱۶۰	خدا بخش	محمد یار	۳۰۵	وسطی
۱۶۱	فیض الحق	احمد بن محمد	۳۵۱	〃
۱۶۲	عبدالقادر مدنی	خان محمد	۲۷۳	ادنیٰ
۱۶۳	ہارون	اسمٰعیل افریقی	۴۹۶	علیا اوّل
۱۶۵	محمد شفاعت	ملک محمد	۴۶۱	〃
۱۶۶	عبدالاحد	عبدالرحمان	۲۶۲	ادنیٰ
۱۶۷	عبدالبصیر	غلام حسین	۲۷۸	〃
۱۶۸	ابراہیم	آدم	۳۶۸	علیا
۱۶۹	محمد حسین	ساجن شاہ	۳۶۸	〃
۱۷۰	محمد طیب	عمر خطاب	۳۲۰	وسطی
۱۷۱	شعبان ملاوا	مرجان کساوا	۲۴۱	ادنیٰ
۱۷۲	احمد شیرانی	میاں خاں	۳۳۱	وسطی
۱۷۳	علاء الدین	جمال الدین	۳۸۲	علیا

مظہر العلوم کراچی ۲

رول نمبر	نام طالب علم	ولدیت	حاصل کردہ نمبر	درجہ
۱۷۴	انیس الرحمان	جمیل الرحمان	۲۶۶	ادنیٰ
۱۷۵	عبدالحفیظ	مولوی محمد شفیع	۳۰۲	وسطی
۱۷۶	رضوان اللہ	مولوی امام الدین	۳۸۶	علیا
۱۷۷	عبدالمجید	محمد حیات اللہ	۲۵۷	ادنیٰ
۱۷۹	عبدالدیان	مولوی حبیب اللہ	۲۴۸	〃
۱۸۰	محمد اکرم	دلفروز	۲۶۵	〃

جامعہ فاروقیہ کراچی ۲۵

رول نمبر	نام طالب علم	ولدیت	حاصل کردہ نمبر	درجہ
۱۸۱	محمد شمس الرحمان	ولی داد خان	۴۰۳	علیا
۱۸۲	عبدالباقی	حاجی یار محمد	۳۱۶	وسطی
۱۸۳	امین الحق	اقبال خان	۳۴۱	〃
۱۸۴	محمد حنیف	محمد رمضان	۳۶۴	〃
۱۸۶	محمد حبیب اللہ	بندو خان	۳۳۶	〃
۱۸۷	حافظ محمد	محمد رمضان	۳۶۴	علیا
۱۸۸	شرف خان	محمد رجان	۳۳۱	وسطی
۱۸۹	عبدالخالق	عبدالکریم	۳۰۱	〃
۱۹۰	خاکی جان	زر داد خان	۴۲۱	علیا
۱۹۱	فتح محمد	مولوی نیاز محمد	۲۶۹	ادنیٰ
۱۹۲	ونیا وسیرات	سواندی وسیرات	۳۰۲	وسطی

رول نمبر	نام طالب علم	ولدیت	حاصلکردہ نمبر	درجہ
۱۹۴	محمد انور	نادر علی	۳۹۴	علیا دوم
۱۹۵	محمد قاسم	محمد ایوب	۳۳۷	״
۱۹۶	عبدالغنی	دین محمد	۳۶۵	״
۱۹۷	جمال الدین	مولوی حضرت الدین	۳۲۶	״
۱۹۸	سید محمد ذا ہدالحسینی	سید فاضل	۳۸۲	״
۱۹۹	محمد	پسند	۳۴۳	وسطی
۲۰۰	محمد اقبال خان	خان محمد	۳۸۱	علیا
۲۰۱	غلام نبی	جانب علی چند	۳۷۳	وسطی
۲۰۲	محمد محمد فاری	محمد عابدین	۲۹۶	ادنیٰ
۲۰۴	عبدالحمید	ملا ابراہیم	۲۵۵	ضمنی بخاری
۲۰۵	عبدالعلیم	جدر خان	۲۸۴	ادنیٰ
۲۰۶	عبدالمجید	نوروز محمد دین محمدی	۲۵۰	

انجمن تعلیم القرآن کوہاٹ

رول نمبر	نام طالب علم	ولدیت	حاصلکردہ نمبر	درجہ
۲۰۷	گل محمد خان	حیدر جان	۳۰۲	وسطی
۲۱۱	محمد حنیف	عبدالرشید	۳۰۴	״
۲۱۲	عبدالغفور	زمار دین	۲۷۳	ادنیٰ
۲۱۳	نظر محمد	حاجی بارک زئی	۳۴۲	علیا
۲۱۴	محمد عبدالحی	محمد یعقوب	۳۰۱	وسطی
۲۱۵	حبیب اللہ خان	امیر خان	۳۶۱	علیا

قاسم العلوم ملتان

رول نمبر	نام طالب علم	ولدیت	حاصلکردہ نمبر	درجہ
۲۱۶	بشیر احمد	لال دین	۳۳۵	وسطی
۲۱۷	محمد موسیٰ	محمد ہارون	۳۷۳	علیا
۲۱۸	عبدالقادر	حضور بخش	۲۸۰	ادنیٰ
۲۱۹	سعید احمد	حاجی محمد عمر	۲۷۶	״
۲۲۰	محمد خلیل	علی محمد	۳۳۰	وسطی
۲۲۱	محمد عبدالحی	مولوی رحیم بخش	۳۲۴	ضمنی بخاری
۲۲۲	ذوالفقار احمد	حافظ محمد خان	۳۴۹	وسطی
۲۲۳	احمد سعید	علی محمد	۴۲۹	علیا
۲۲۴	اللہ بخش	محمد بخش	۳۷۸	״

رول نمبر	نام طالب علم	ولدیت	حاصلکردہ نمبر	درجہ
۲۲۵	محمد اصغر	میاں غلام محمد	۲۷۱	ادنیٰ
۲۲۶	شبیر علی خان	حمزہ شمسی	۳۷۳	علیا
۲۲۷	محمود بنوی	ملا امام شاہ	۳۹۷	״
۲۲۸	خیر گل	عین الدین	۳۸۲	״
۲۲۹	محمود ڈیروی	محمد امین	۳۲۴	״
۲۳۰	امیر عبداللہ	مولوی الہی بخش	۳۴۳	״
۲۳۱	عبدالمجید	غلام قادر	۳۲۰	وسطی
۲۳۲	محمد لقمان	برحمت	۳۸۴	علیا
۲۳۳	محمد اقبال	چراغ دین	۳۴۵	وسطی
۲۳۴	محمد اعظم	نور احمد	۳۳۸	علیا
۲۳۵	محمد شریف	میاں محمد بخش	۳۷۵	״
۲۳۶	عطاء اللہ	ملک غلام رسول	۳۱۵	وسطی
۲۳۷	عبدالحمید	محمد عظیم	۳۲۷	״
۲۳۹	محمد صفدر	محمد اکرم	۲۴۱	ضمنی بخاری
۲۴۰	محمد حسین	محمد یوسف	۳۰۴	وسطی
۲۴۱	عبدالعزیز	محمد بخش	۳۰۰	״
۲۴۲	عبدالخالق	عبدالغفور	۳۰۵	״
۲۴۳	غلام محمد	میاں امام بخش	۳۱۷	״
۲۴۴	محمد شفیع	غلام فرید	۳۱۹	״
۲۴۵	محمد انور	عبدالمجید	۳۰۶	علیا
۲۴۷	محمد رفیق	مولوی محمد امین	۳۱۵	״
۲۴۸	محمد عزیز اللہ	اللہ وسایا	۳۸۹	״
۲۴۹	نور الحسن	غلام رسول	۲۴۳	ضمنی بخ
۲۵۰	محمد صدیق الحسن	عبدالرشید	۲۹۶	ادنیٰ
۲۵۱	محمد موسیٰ	اللہ وسایا	۲۹۷	ضمنی بخاری
۲۵۲	واحد بخش	فیض بخش	۳۰۳	״
۲۵۳	خدا بخش	حضور بخش	۳۳۲	وسطی
۲۵۴	خدا بخش	کریم بخش	۲۶۹	ضمنی بخاری
۲۵۵	نذیر احمد	حاجی گل محمد	۳۰۶	وسطی
۲۵۶	بشیر احمد	حاجی احمد	۲۹۴	ضمنی بخاری
۲۵۷	علی محمد	ملک عبدالرحمان	۳۶۵	علیا
۲۵۸	غلام عباس	محمد رمضان	۳۲۸	وسطی
۲۵۹	محمد اکرم	غلام محمد	۳۶۱	علیا

رول نمبر	نام صاحب سند	ولدیت	حاصل کردہ نمبر	درجہ
۲۶۰	غلام نبی	طفیل محمد	۲۵۳	ضمنی بخاری
۲۶۱	محمد اشرف	خوشی محمد	۲۳۷	〃
۲۶۲	محمد ریاض	علی محمد	۲۸۷	ادنیٰ
۲۶۳	ارشاد الحق	برکت علی	۳۳۶	علیا
۲۶۴	محمد ریاض	محمد اسمٰعیل	۲۰۳	ضمنی بخاری
۲۶۵	عبد الحفیظ	پیرجی عبد اللطیف	۳۱۵	وسطیٰ
۲۶۶	غلام سرور	غلام حسین	۳۶۹	〃
۲۶۷	رحمت اللہ	اللہ بخش	۳۷۵	علیا
۲۶۸	محمد اکرم	عنایت اللہ	۳۲۳	وسطیٰ
۲۶۹	محمد احمد	حافظ صدر الدین	۲۹۷	ضمنی بخاری
۲۷۰	منیر احمد	مولوی امیر بخش	۲۹۳	〃
۲۷۲	عطاء الرحمٰن	قاری عبد المجید	۲۷۰	〃
۲۷۳	عبد المجید	محمد بخش	۳۲۹	وسطیٰ
۲۹۰	فضل اسحاق	محمد نذیر	۳۵۷	وسطیٰ
۲۹۱	محمد صادق	فضل وہاب	۲۸۹	ادنیٰ
۲۹۳	عبد الرحیم	بگوڑی	۳۴۳	وسطیٰ
۲۹۴	مستقیم شاہ	طالب شاہ	۲۹۶	ادنیٰ
۲۹۵	عبد الحق	نادر خان	۳۷۵	علیا
۲۹۶	فضل مولیٰ	فاتح الرحمان	۲۸۸	ادنیٰ
۲۹۷	شمس الرحمان	محمد رحیم	۲۶۵	〃
۲۹۹	شاہ نواز خان	رستم خان	۲۴۷	〃
۳۰۱	احتشام الحق	سیف الرحمان	۲۹۱	〃
۳۰۲	عبد العلی شاہ	عبد المولیٰ	۲۷۸	〃
۳۰۳	محمد قدیم	سید نواب شاہ	۲۷۸	〃
۳۰۴	عبد الحنان	عبد المجید	۲۶۴	ضمنی بخاری
۳۰۵	الحاج راز محمد	سید جمعہ	۲۷۱	ادنیٰ
۳۰۶	اللہ نور	حاجی رحیم نور	۲۶۱	〃

دارالعلوم کبیروالا

رول نمبر	نام صاحب سند	ولدیت	حاصل کردہ نمبر	درجہ
۲۷۴	شمس الحق قمر	مولوی محمد منظور الحق	۴۲۷	علیا
۲۷۵	محمد عبد اللہ	حافظ اللہ دسایا	۳۲۳	وسطیٰ
۲۷۶	نور احمد	مولوی رحیم بخش	۳۰۹	〃
۲۷۷	محمد عبد النادر	ملک قادر بخش	۳۵۸	〃
۲۷۹	طالب الحق	میاں لال دین	۲۷۰	ادنیٰ

جامعہ رشیدیہ ساہیوال

رول نمبر	نام صاحب سند	ولدیت	حاصل کردہ نمبر	درجہ
۲۸۰	کمال الدین احمد	اجلال الدین	۳۲۷	وسطیٰ
۲۸۱	حافظ محمد امین	مولوی شیر محمد	۲۹۱	ضمنی بخاری

دارالعلوم ربانیہ بستی ریاض المسلمین

رول نمبر	نام صاحب سند	ولدیت	حاصل کردہ نمبر	درجہ
۲۸۸	محمد نذیر	دین الفتح	۲۵۷	ادنیٰ
۲۸۹	محمد رفیق	دین الفتح	۲۶۵	ضمنی بخاری

دارالعلوم نعمانیہ اتمانزئی

خیر المدارس ملتان

رول نمبر	نام صاحب سند	ولدیت	حاصل کردہ نمبر	درجہ
۳۰۷	محمد احمد	مفتی واحد بخش	۳۵۴	وسطیٰ
۳۰۸	محمد عبد اللہ	محمد یامین	۲۷۵	ادنیٰ
۳۰۹	حافظ محمد عبد اللہ	مفتی عبد الستار	۴۰۵	علیا
۳۱۰	محمد رفیق	واحد بخش	۲۷۵	ضمنی بخاری
۳۱۱	محمد صدیق	واحد بخش	۲۶۷	〃
۳۱۲	محمد دین	نبی بخش	۲۹۵	ادنیٰ
۳۱۳	محمد فاروق	محمد سعید	۳۲۶	وسطیٰ
۳۱۴	محمد انور	میاں محمد شفیع	۲۹۴	ادنیٰ
۳۱۵	خان محمد	بشکری خان	۳۰۳	وسطیٰ
۳۱۶	رشید احمد	نور محمد	۳۶۹	علیا
۳۱۷	عبد الخالق	عبد الرشید	۲۸۰	ضمنی بخاری
۳۲۰	میر احمد	علی محمد	۴۱۳	علیا
۳۲۱	محمد ابراہیم	محمد ہاشم	۳۲۷	وسطیٰ
۳۲۲	محمد حنیف	کرم الٰہی	۳۲۲	〃
۳۲۳	محمد اسحاق	حاجی عبد الواحد	۲۸۵	ادنیٰ
۳۲۴	محمد عبد القدیر	مولوی عبد العزیز	۳۰۶	وسطیٰ

رولنمبر	نام طالب علم	ولدیت	حاصلکردہ نمبر	درجہ
۳۲۶	محمد حنیف	رحمت اللہ	۲۸۳	ضمنی بخاری
۳۲۷	محمد اختر	منشی عبدالکریم	۳۳۳	وسطی
۳۲۸	عتیق الرحمان	مولوی عبدالرحمان	۳۳۹	"
۳۲۹	مختار احمد	مشتاق احمد	۳۱۱	"
۳۳۰	عطاء اللہ شاہ	سید بہادر شاہ	۲۸۱	ضمنی بخاری
۳۳۱	محمد شریف	مولوی اللہ وسایا	۲۷۶	ادنیٰ
۳۳۲	محمد صادق شاہ	محمد فقیر شاہ	۲۸۹	"
۳۳۴	عبدالرحمان	مولوی گل محمد	۳۴۲	وسطی
۳۳۵	قاری محمد اسحاق	قاری محمد ابراہیم	۲۷۳	ادنیٰ
۳۳۶	حبیب اللہ	عبدالحق	۳۲۹	وسطی
۳۳۷	شبیر احمد	مولوی امیر الزمان	۲۹۴	ادنیٰ
۳۳۸	حبیب الرحمان	مولوی انیس الرحمان	۲۷۰	"
۳۶۰	محمد فیاض	محمد یونس	۴۵	کامیاب

باب العلوم کہروڑپکا

رولنمبر	نام طالب علم	ولدیت	حاصلکردہ نمبر	درجہ
۳۴۰	عبداللطیف	غلام حاضر	۳۴۵	وسطی
۳۴۱	محمد عبداللہ	قاری محمد اسمٰعیل	۳۵۱	"
۳۴۲	محمد اصغر	شان محمد	۳۵۰	"
۳۴۳	نور محمد	حکیم فیض احمد	۲۵۳	ضمنی بخاری
۳۴۴	عبدالخالق	نذیر احمد	۳۵۷	وسطی
۳۴۵	عبدالمجید	محمد عبداللہ	۳۱۵	"
۳۴۶	محمد افضل	عطاء اللہ	۳۳۶	"
۳۴۷	محمد اسماعیل	عبدالخالق	۳۵۹	"
۳۴۸	محمد الیاس	قمر الدین	۲۹۰	ادنیٰ
۳۴۹	محمد اکرم	محمد اشرف	۳۱۵	وسطی
۳۵۰	محمد صدیق	محمد بخش	۳۳۲	"
۳۵۱	محمد مسعود	مولوی حق نواز	۲۸۰	ادنیٰ
۳۵۲	محمد اقبال	شاہ محمد	۳۱۸	وسطی
۳۵۳	محمد عمر شاہ	مولوی شبیر احمد	۳۵۰	"
۳۵۴	نور احمد	عالم دین	۳۰۰	"

بقیہ : خطبہ جمعہ

ہیں اور آنے والی دنیا ہیں ان کے خون مطہر اور

مظلومیت کی سب سے بڑی [illegible] جھلک۔

مقام تاسف

کہ عجمی نژاد منافقین اور [illegible] کے پروردہ مورخین نے خوف [illegible] سے بے نیاز ہو کر اس "[illegible] علی الحیاء والاجابۃ" [illegible] پر طعن توڑے اور الزامات عائد کئے۔ اور وہی یہود و مجوس کے چبائے ہوئے نوالے اب بھی تاریخ ریسرچ کے نام پر اگلے جا رہے ہیں اور اس مظلوم اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کی ذات اقدس کو ہدف تنقید بنایا جا رہا ہے۔ لیکن آپ اس جماعت سے متعلق ہیں جس کے ہدایت یافتہ اور مومن کامل ہونے کا خود خدا گواہ ہے۔ قرآن کی آیات و احکامات پر اگر انہوں نے عمل نہیں کیا تو اور کون ہے جس نے عمل کیا۔

الحذر، الحذر

میرے دوستو! اصحاب محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا احترام لازمی سمجھو۔ اس معاملہ میں ذرا سی بے احتیاطی متاع ایمان کی بربادی کا باعث بن جائے گی۔ وہ لوگ جو اصحاب محمد (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) کی بے عزتی سن کر اور دیکھ کر مصلحتوں کے پیش نظر چپ سادھ لیتے ہیں ان کے متعلق نبی امی کا فرمان ہے کہ ان کی کوئی عبادت اللہ کے یہاں قابل نہ ہو گی اور وہ خدا، اس کے فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت کے مورد ہوں گے۔ جب مصالح کی خاطر چپ سادھ لینے والوں کا یہ انجام ہوگا تو

نتیجہ

خود نکال لو کہ ایسا کرنے والوں کا حشر کیا ہوگا!

اللہ تعالٰی ہمیں اس جماعت حقہ سے حقیقی ارادت و محبت سے سرفراز فرمائے اور ان کی دشمنی و عداوت اور حسد و کینہ سے بال بال بچائے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰۷۴

ہفت روزہ **خدام الدین** لاہور

فون نمبر ۶۷۵۴۵

منظور شدہ ۱۔ لاہور بذریعہ چٹھی نمبری ۹ ۱۶۴۳۲۱ مورخہ ۲ مئی ۱۹۵۵ء ۲۔ پشاور بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۳۶۷-۲۴۸۱ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۵۶ء محکمہ تعلیم ۳۔ کوئٹہ بذریعہ چٹھی نمبری ۹ ۲۹/۹/۲۰۷۹۲-DDA مورخہ ۴ اگست ۱۹۶۴ء (۴) راولپنڈی بذریعہ چٹھی نمبر G.M/۳۰-۱۵۳۱۰ مورخہ ۳ مارچ ۱۹۶۷ء

بقیہ: اسلام سیاسی مذہب ہے

نیز یہ دنیا عالمِ اسباب ہے قوموں کی تخریب و تعمیر، عروج و زوال عزت و ذلت، غرض جو کچھ بھی عالم میں ہو رہا ہے خاص قوانین کے ماتحت ہو رہا ہے اور وہ قوانین طبعی ہیں اس کے روحانی و ملکی سو جو قوم اس مادی عالم میں رہتے ہوئے ان قوانین کی خلاف ورزی کرتی ہے اور بغیر مادی اسباب کے اپنی بقا اور ارتقا چاہتی ہے اس کو عزت و آبرو کی زندگی بسر کرنے اور زیادہ دیر تک زندہ رہنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِھِمْ سورہ رعد ۱۳ آیت ۱۱ (ترجمہ) اللہ کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک وہ نہ بدلیں جو ان کے جیوں میں ہے کا زبردست اور اٹل قانون ان کو جلدی صفحۂ ہستی سے مٹا دیتا ہے۔ قوموں کے عروج و زوال کے قوانین کو خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں کھول کھول کر بیان کرتے ہیں۔ اور وہ قوانین وہی ہیں جن پر آج دنیا کی ترقی یافتہ اور پس ماندہ قومیں چل رہی ہیں۔ کاش مسلمانوں کی نظر قرآن کریم پر ہوتی اور وہ اپنی قبر آپ کھودتے مگر قرآن کے اندھے مقلدوں نے دنیا کو اس طرف آنے ہی نہیں دیا۔ قرآن کریم نے نہ صرف عروج و ارتقا کے قوانین بیان کر دیئے ہیں بلکہ ان قوانین کے علم کو ایمانداروں کی علامت قرار دے کر کائنات کا راز معلوم کرنے اور کائناتِ ارضی سے کما حقہٗ استفادہ حاصل کرنے کی ترغیب و تحریص دلائی اور ان علوم و فنون اور سائنس و ایجادات کی بنیاد رکھ دی جن کو دنیا کی آلائشیں اور نجاستیں سمجھتا رہا ہے کیا سیاسی قوت کے بغیر مسلمان زندہ رہ سکتے ہیں؟

بقیہ: شذرہ

ہیں — آخر تم مسلمان ہو، تمہیں مرنا ہے۔ خدا کے یہاں جانا ہے — کیا جواب دو گے؟ — ڈرو اس دن سے جس دن ظالموں کو ان کی معذرت کوئی فائدہ نہ پہنچائے گی اور لعنت و پھٹکار کے علاوہ بُرا

مولانا محمد شریف جالندھری کی گرفتاری

مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے ناظم اعلیٰ تحفظ امن عامہ کے پیش نظر گرفتار ہو گئے — کیوں؟ انہوں نے اشتعال انگیز تقریر کی — چنیوٹ کانفرنس میں — چنیوٹ کانفرنس میں آنے والے کئی مقررین کے داخلے بند کر دیئے گئے — اور کہئے انہوں نے جو مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے مدعی ہیں۔ ورگرفتار کیا ایک ایسے ذمہ دار رہنما کو جو اشتعال کے نام سے ہی واقف نہیں — لیکن چنیوٹ سے سات میل اُدھر دریائے چناب کے پار غلام احمد آنجہانی کے پوتے مرزا ناصر احمد کی اشتعال انگیزیوں کی کسی کو خبر نہیں — وہ تین دن تک ٹیکس دہندگان کی محفل میں علی الاعلان — ڈنکے کی چوٹ، ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کے فیصلہ کی تضحیک کرتا رہا — مذاق اڑاتا رہا — واہ رے انصاف — واہ رے عدل — مبارکباد کے مستحق ہیں مولانا محمد شریف جنہیں سنتِ یوسفی کی ادائیگی کا موقعہ ملا — حکومت کے لیے سوچنے کی ضرورت ہے — آخر یہ ناانصافی کیوں؟ اور کب تک؟

گستاخی معاف — مجلس عمل کے خوابیدہ رہنما جاگ کر حالات کی سنگینی کا نوٹس لیں — کانفرنسیں اجلاس، اجتماعی قراردادیں مسائل کا حل نہیں، وسیع تر اتحاد — عملی اقدام — اور جذباتِ صادقہ ہی میدان سر کرنے کا باعث ہوتے ہیں — مکافاتِ عمل کا اصول اٹل ہے۔ دیکھیں کوئی سبق حاصل

مولانا عبید اللہ انور پبلشر نے پرنٹر خواجہ قدرت علی پرنٹر میں چھپوا کر شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع کیا۔